سراجی کے مسائل کی بہترین تشریح

علمِ فرائض سے متعلق عمدہ فوائد

سراجی کی مثالوں کا خوب حل

تنظیم المدارس کے پانچ سالہ پرچہ جات کے حل

پر مشتمل کتاب

بیان الفرائض

جامع و مرتب

حافظ عبد الرشید

مدرس جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن

مکتبہ غوثیہ

جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان 016-6761117 6526081

✦ سراجی کے مسائل کی بہترین تشریح ✦

✦ علمِ فرائض سے متعلق عمدہ فوائد ✦

✦ سراجی کی مثالوں کا خوب حل ✦

✦ تنظیم المدارس کے پانچ سالہ پرچہ جات ✦

کے حل پر مشتمل کتاب

بیان الفرائض

جامع و مرتب

حافظ عبد الرشید

مدرس جامعہ غوثیہ ھدایت القرآن

مکتبہ غوثیہ

جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان 016-6761117 6526081

نام کتاب .... بیان الفرائض

مرتب .... حافظ عبد الرشید

کمپوزنگ .... محمد انور سعیدی

تعداد 1100

قیمت ....

یہ کتاب حافظ **محمد عمر خطاب** (لندن) نے چھپوائی ہے

التماس

قارئین کرام انھیں اپنی نیک دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں

مکتبہ غوثیہ

جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔اما بعد!

رسالہ ابیات علمِ میراث، سراجی، اسکی شروح، شریفیہ اور چند دوسری کتب کو سامنے رکھ کر علمِ فرائض پر یہ جامع کتاب لکھی گئی ہے جو انشاءاللہ تعالیٰ علمِ فرائض کے اصول وقواعد اور تمام ضروری مسائل پر حاوی ہوگی۔ رب کریم اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر میرے لیے اور میرے والدین کریمین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے (آمین)

علمِ فرائض کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا ابا ھریرۃ تعلموا الفرائض وعلموھا فانہ نصف العلم وھو ینسی وھو اول شئی ینزع من امتی (ابنِ ماجہ ص ۱۹۵) ترجمہ: اے ابو ہریرہ فرائض سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ وہ آدھا علم ہے، وہ بُھلا دیا جائے گا اور وہ سب سے پہلے میری امت سے چھین (اٹھا) لیا جائے گا۔

الفرائض سے مراد: بعض علماء کے نزدیک الفرائض سے مراد علمِ فرائض ہے جسے علم المیراث بھی کہا جاتا ہے۔

فرائض کو نصف العلم کہنے کی وجہ: کشف الظنون ص ۱۲۴۴ ج ۲ پر اسکی دس

وجوہ بیان کی گئی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں۔

☆۱: چونکہ یہ علم سب سے پہلے اٹھایا جائے گا اور ختم کیا جائے گا لہٰذا تعلیم و تعلم میں اسکی رغبت دلانے کے لیے اسے نصف العلم فرمایا۔

☆۲: انسان کو دو حالتوں نے گھیرا ہوا ہے، ایک زندگی، دوسری موت؛ زندگی میں باقی علوم کی ضرورت ہوتی ہے اور............ علمِ فرائض موت کے ساتھ خاص ہے اور ایک حالت دو حالتوں کے مجموعے کا نصف ہے اس لحاظ سے فرائض نصف علم ہوا، اکثر علماء نے اسی (دوسری) وجہ کو اختیار کیا۔

☆۳: مِلک کے دو سبب ہیں، ایک اختیاری؛ جیسے ھبہ قبول کرنا، خرید کرنا، دوسرا اضطراری؛ جیسے وارث ہونا، تو فرائض نصف علم ہوا اور باقی نصف علم وہ ہے جس میں اسبابِ اختیاریہ سے مالک ہونے کی بحث ہے۔

☆۴: مشقت کے لحاظ سے نصف ہے کہ دیگر علوم کی تحصیل میں جو مشقت ہوتی ہے اِس اکیلے کی تحصیل میں اتنی مشقت ہوتی ہے۔

علمِ فرائض کی تعریف:

علم باصول من فقه وحساب يعرف بها حق الورثة من التركة ۔ ترجمہ: فقہ اور حساب کے ان قواعد کا جاننا جن کی وجہ سے ترکہ سے ورثاء کا حق معلوم ہو۔

موضوع: ترکہ اور وارث۔

غرض: حقداروں تک حق پہنچانا اور حصہ داروں کے لیے حصہ مقرر و معین کرنے پر قادر ہونا۔

واضع: ائمۂ مجتہدین۔

فائدہ: علمِ فرائض جاننے والے کو فارض، فرضی اور فرائضی کہا جاتا ہے۔

فائدہ: میت کے مال سے چار حقوق متعلق ہیں جن کا بالترتیب پورا کرنا ضروری ہے۔

☆۱: سب سے پہلے میت کے ترکہ سے اس کے کفن دفن کے اخراجات پورے کیے جائیں۔

☆۲: اگر کفن دفن کے اخراجات ادا کرنے کے بعد بھی مال بچ جائے اور میت پر قرض ہو تو اس باقی ماندہ مال سے میت کا قرض اتارا جائے۔

☆۳: اگر ادائیگیٔ قرض کے بعد بھی مال بچ جائے تو اس باقی ماندہ مال کی تہائی سے میت کی وصیتیں پوری کی جائیں اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو۔

☆۴: اگر وصیتیں پوری کرنے کے بعد بھی مال بچ جائے تو اسے قرآن وسنت کے مطابق ورثاء میں تقسیم کیا جائے۔

طریقہ تقسیمِ مال

☆۱: سب سے پہلے مال ذوی الفروض کو ان کے حصوں کے مطابق دیا جائے۔

☆۲: اگر انھیں دینے کے بعد مال بچ گیا، یا ذوی الفروض موجود ہی نہ ہوں تو

عصبات کو دیا جائے، اگر عصبات نہ ہوں تو پھر ذوی الفروض پر رد کیا جائے اگر ذوی الفروض وعصبات دونوں نہ ہوں تو پھر ذوی الارحام کو دیا جائے۔

اصحاب الفرائض:

اصحابِ فرائض: وہ ورثاء جن کا حصہ قرآن وحدیث میں مقرر ہے، انکی تعداد بارہ ہے؛ آٹھ عورتیں، چار مرد۔

آٹھ عورتیں: بیٹی، پوتی، زوجہ، ماں، پدری بہن، مادری بہن، سگی بہن اور جدہ صحیحہ۔

چار مرد: خاوند، باپ، جدِ صحیح اور مادری بھائی۔

جدہ صحیحہ: جدہ صحیحہ وہ ہے جب اسکی نسبت میت کی طرف کریں تو درمیان میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے، جیسے میت کی نانی۔

جدہ فاسدہ: اسے کہا جاتا ہے جب اسکی نسبت میت کی طرف کریں تو درمیان میں جد فاسد کا واسطہ آئے، جیسے میت کے نانے کی ماں۔

جدِ صحیح: جدِ صحیح وہ ہے جسکی میت کی طرف نسبت میں ماں کا واسطہ نہ آئے، جیسے میت کا دادا۔

جد فاسد: جد فاسد وہ ہے جس کی نسبت میت کی طرف کرتے وقت درمیان میں ماں کا واسطہ آئے، جیسے میت کا نانا۔

ذوی الارحام: ذوی الفروض اور عصبات کے علاوہ جو رشتہ دار ہوں۔

عصبات: عصبہ کی جمع ہے، عصبہ ہر اس رشتہ دار کو کہا جاتا ہے جو ذوی الفروض کی موجودگی میں ان سے باقی ماندہ مال لے اور ان کی عدم موجودگی میں سارا مال لے جائے۔

فائدہ: سگی بہن کو اخت عینیہ، سگے بھائی کو اَخ عینی کہا جاتا ہے، باپ شریک بہن کو اُختِ عِلیّہ، باپ شریک بھائی کو اخ علی، ماں شریک بہن کو اختِ خیفیہ اور ماں شریک بھائی کو اخ خیفی کہا جاتا ہے۔

مخارج کا بیان

کل حصے جو قرآن پاک میں مذکور ہیں وہ چھ ہیں، واضح رہے کہ مستحقین کو انہی میں سے کوئی حصہ ملے گا۔

۱: نصف (یعنی آدھا) ۲: ربع (چوتھائی) ۳: ثمن (آٹھواں حصہ)

۴: ثلث (تہائی) ۵: ثلثان (دوتہائی) ٦: سدس (چھٹا حصہ)

ان چھ حصوں کو اجزاء کہا جاتا ہے اور ہر جز مخرج کا محتاج ہوتا ہے۔

مخرج کی تعریف: جز کا مخرج وہ کم سے کم عدد ہے جس سے وہ جز صحیح نکلے۔

وضاحت: تعریف میں دو قیدیں ہیں۔ ۱: اقل عدد ۲: وہ جز اس سے صحیح (یعنی بلا کسر) نکلے۔ مثلاً نصف کا مخرج دو ہے کیونکہ اس سے نصف صحیح نکل سکتا ہے اور یہ (دو) ہے بھی اقل عدد، تین اس کا مخرج نہیں ہوسکتا کیونکہ اس سے نصف بلا کسر نہیں نکل سکتا، ایسے ہی چار بھی اس کا مخرج نہیں ہوسکتا کہ اگر چہ اس

سے نصف بلا کسر تو نکل سکتا ہے لیکن وہ اقل عدد نہیں بلکہ اس سے نیچے ایک اقل عدد موجود ہے (یعنی دو)، جس سے نصف صحیح نکل سکتا ہے۔ **ربع**: کا مخرج چار ہے۔
ثمن: کا مخرج آٹھ ہے۔ **ثلث وثلثان**: دونوں کا مخرج تین ہے۔
سدس: کا مخرج چھ ہے۔ اگر صورت مسئلہ میں ان اجزاء میں سے صرف ایک جز آئے تو اس جز کا مخرج اقل عدد ہوگا، جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔

اگر صورت مسئلہ میں ان اجزاء میں سے دو یا زیادہ آجائیں تو پھر مخرج مشترک نکالا جاتا ہے۔ مخرج مشترک کا قاعدہ بیان کرنے سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ ''نصف، ربع، ثمن'' کو فرقہ اول اور ''ثلث، ثلثان، سدس'' کو فرقہ دوم کہا جاتا ہے۔

قاعدہ مخرج مشترک: صورتِ مسئلہ میں اگر ایک فرقہ کے اجزاء آپس میں ایک دوسرے سے ملیں تو اقل جز کا مخرج ہی نکالا جائے گا اور وہ سب کے لیے کافی ہوگا، لہٰذا نصف اور ربع ملیں تو مخرج اقل جز یعنی ربع والا (چار) ہوگا۔

☆ اگر ''نصف، ربع اور ثمن'' تینوں ملیں تو چونکہ اقل جز ثمن ہے لہٰذا مخرج آٹھ ہو گا۔ ایسے ہی فرقہ ثانیہ کے تمام اجزاء جمع ہو جائیں تو مخرج چھ ہوگا، کیونکہ ''ثلثان، ثلث اور سدس'' ان تینوں میں اقل جز سدس ہے۔

☆ اگر فرقہ اول کا کوئی جز فرقہ ثانیہ کے تمام یا بعض اجزاء سے ملے تو اس کی یہ تین صورتیں ہیں۔

☆۱: اگر نصف فرقہ ثانیہ کے کل یا بعض اجزاء سے ملے تو مخرج چھ ہوگا۔

☆۲: اگر ربع فرقہ ثانیہ کے کل یا بعض سے ملے تو مخرج بارہ ہوگا۔

☆۳: اگر ثمن فرقہ ثانیہ کے کل یا بعض سے ملے تو مخرج چوبیس ہوگا۔

کل مخارج

کل مخارج سات ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	مخرج	ضابطہ
۱	۲	جب مسئلہ میں صرف نصف ہو
۲	۴	جب صورت مسئلہ میں صرف ربع ہو
۳	۸	جب صورت مسئلہ میں صرف ثمن ہو
۴	۳	جب صورت مسئلہ میں صرف ثلثان یا ثلث ہو یا دونوں ہوں
۵	۶	جب نصف فرقہ ثانیہ کے کل اجزاء یا بعض اجزاء سے ملے
۶	۱۲	جب ربع فرقہ ثانیہ کے کل یا بعض اجزاء سے ملے
۷	۲۴	جب ثمن فرقہ ثانیہ کے کل یا بعض اجزاء سے ملے

فائدہ: ثلث ما بقی من النصف کا مخرج چھ ہے [1] اور ثلث ما بقی من الربع کا

[1] جیسا کہ اس صورت میں

مسئلہ ۶

زوج	ام	اب
۳	۱	۲

مخرج چار ہے ۔[۲]

فائدہ: اگر صورت مسئلہ میں صرف عصبات ہوں تو ان کے کل اعداد کا مجموعہ مخرج ہوگا اور جس مرد کا حصہ عورت سے دوگنا ہوگا اس کا عدد بھی دگنا شمار کیا جائے گا۔

مثال: میت مسئلہ ۱۳

ابن ۴	بنت ۵
۸	۵

فائدہ: فرقہ اولیٰ کے اجزاء کو آپس میں، ایسے ہی فرقہ ثانیہ کے اجزاء کو آپس میں نسبت تضعیف (دگنا ہونا)، تنصیف (آدھا ہونا) ہے، کہ بالترتیب ''نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث اور سدس'' فرقہ اولیٰ میں جزِ اول دوم کے لیے اور دوم سوم کے لیے ضعف ہے کہ نصف ربع کا دگنا ہے اور ربع ثمن کا دگنا ہے اور اسی فرقے میں آخری پہلے والے کے لیے وہ اپنے سے پہلے والے کا نصف ہے کیونکہ ثمن ربع کا نصف ہے اور وہ نصف کا نصف ہے اسی طرح فرقہ دوم میں ثلثان ثلث کا اور ثلث سدس کا ضعف ہے اور سدس ثلث کا نصف ہے اور وہ ثلثان کا نصف ہے۔

ذوی الفروض کے سہام

باپ کے احوال: باپ کے تین احوال ہیں۔

☆۱: اگر میت کا بیٹا یا پوتا نیچے تک کوئی ہو تو میت کے باپ کو سدس ملے گا۔

مثال: میت مسئلہ ۶

اب	ابن
۱	۵

---

[۲] جیسا کہ اس صورت میں

میت مسئلہ ۴

زوجہ	ام	اب
۱	۱	۲

☆۲: اگر میت کی بیٹی یا پوتی نیچے تک کوئی موجود ہوتو باپ کو سدس ملے گا اور وہ عصبہ بھی ہوگا۔

مثال: میـــ مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنت	اب	عم
۳	۱۲	۹	م

☆۳: اگر ان مذکورہ دو صورتوں میں سے کوئی نہ ہوتو باپ صرف عصبہ ہوگا اور ذی فرض نہ ہوگا۔

مثال: میـــ مسئلہ ۴

زوجہ	اب
۱	۳

احوال الجد: جد تمام احوال میں باپ کی طرح ہے باپ کے جو تین احوال ابھی بیان ہوئے جد کے بھی وہی احوال ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ باپ زندہ نہ ہو، اگر میت کا باپ زندہ ہوتو پھر جد محروم ہوگا۔

جد اور اب میں فرق: صرف چار ایسے مسائل ہیں جن میں دادا باپ کی طرح نہیں ہے وہ چار مسائل یہ ہیں:

☆۱: جد کی موجودگی میں عینی، علی بہن بھائی محروم ہیں لیکن باپ کی موجودگی میں یہ محروم نہیں ۔ یہ صاحبین کا مذہب ہے جبکہ امام صاحب کے نزدیک اب و جد دونوں کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں تو یہ فرق صاحبین کے مذہب کے مطابق ہے۔ واضح رہے کہ اخیافی بہن بھائی، باپ دادا دونوں کی موجودگی میں بالاتفاق محروم ہیں۔

☆۲: باپ کی موجودگی میں ماں ثلث ماقبی لیتی ہے جیسا کہ ان دوصورتوں میں۔

صورت نمبر ۱: مسئلہ ۶

اب	ام	زوج
۲	۱	۳

صورت نمبر ۲: مسئلہ ۴

اب	ام	زوجہ
۲	۱	۱

اگر ان دونوں صورتوں میں بجائے باپ کے دادا ہو تو پھر ماں ثلث کل لے گی۔

اس طرح مسئلہ ۶

جد	ام	زوج
۱	۲	۳

مسئلہ ۱۲

جد	ام	زوجہ
۵	۴	۳

خلاصہ یہ کہ ان دونوں صورتوں میں دادا ہو تو ماں کو زیادہ حصہ ملتا ہے اور اگر باپ ہو تو ماں کا حصہ کم ہو جاتا ہے۔

☆۳: باپ کی موجودگی میں دادی محروم ہوتی ہے۔

مثال: مسئلہ ۴

جدہ	اب	زوجہ
محروم	۳	۱

جبکہ دادا کی موجودگی میں محروم نہیں ہوتی۔

☆۴: ایک آدمی غلام آزاد کرنے کے بعد مر گیا اور ایک بیٹا اور باپ چھوڑ گیا، پھر وہ غلام مر گیا اب اس غلام کے ولاء سے اس کے باپ کو سدس ملے گا اور باقی ولاء اس کا بیٹا لے جائے گا، لیکن اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو سارا ولاء بیٹے کو ملے گا اور دادا محروم ہوگا۔(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

حقیقی بہن بھائیوں کے احوال: ان کے تین احوال ہیں۔

☆۱: اگر خیفی بہن بھائیوں میں سے ایک ہو خواہ بھائی ہو خواہ بہن، اسے چھٹا حصہ ملے گا۔

مثال: میت مسئلہ ۱۲

زوجہ	اخ خیفی	عم
۳	۲	۷

☆۲: اگر ایک سے زیادہ ہوں بھائی ہوں یا بہنیں یا مخلوط ہوں تو ان کو ثلث ملے گا۔

مثال: میت مسئلہ ۱۲

زوجہ	۲ اخ خیفی	عم
۳	۴	۵

☆۳: اگر ان کے ساتھ میت کا دادا یا باپ یا میت کا بیٹا یا پوتا نیچے تک یا بیٹی یا پوتی نیچے تک ہو (یعنی میت کے اصول یا فروع میں سے کوئی ہو) تو خیفی بہن، بھائی محروم ہوں گے۔

مثال: میت مسئلہ ۴

زوجہ	۲ اخ خیفی	اب
۱	م	۳

فائدہ: اخیافی بہن، بھائیوں کے درمیان ترکہ برابر تقسیم کیا جائے گا۔ مرد کو عورت کا دگنا نہیں دیا جائے گا۔

فائدہ: اخیافی بہن، بھائیوں کو اولاد الام بھی کہا جاتا ہے۔

زوج کی میراث: زوج کے دو حال ہیں نصف، ربع۔

☆۱: اگر زوج کے ساتھ زوجہ کی اولاد ہو خواہ اسی زوج سے یا کسی اور سے، تو زوج کو ربع ملے گا۔

مثال: میت مسئلہ ۴

زوج	ابن
۱	۳

☆۲: اگر اس کے ساتھ اولاد نہ ہو تو پھر اسے نصف ملے گا۔

مثال:

میـ مسئلہ ۲	
زوج	عم
۱	۱

زوجہ کے احوال: زوجہ کے دو حال ہیں ربع، ثمن۔

☆۱: اگر زوجہ کے ساتھ زوج کی اولاد ہو خواہ اسی عورت سے یا کسی اور سے تو زوجہ کو ثمن ملے گا۔

مثال:

میـ مسئلہ ۸	
زوجہ	ابن
۱	۷

☆۲: اگر اولاد نہ ہو تو پھر زوجہ کو ربع ملے گا۔

مثال:

میـ مسئلہ ۴	
زوجہ	اخ
۱	۳

فائدہ: اگر زوجہ ایک سے زیادہ ہوں تو ثمن یا ربع کو آپس میں برابر تقسیم کریں گی۔

بیٹیوں کے حالات: ان کے تین حال ہیں۔

☆۱: بیٹی اگر ایک ہو تو اسے نصف ملے گا۔

مثال:

میـ مسئلہ ۲	
بنت	عم
۱	۱

☆۲: اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ثلثان ملے گا۔

مثال:

میـ مسئلہ ۳	
۲ بنت	اخ
۲	۱

☆۳: اگر ان کے ساتھ میت کا لڑکا (یعنی ان کا بھائی) ہو تو پھر وہ عصبہ بن

جائیں گی اور ترکہ بہن بھائیوں کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقے پر تقسیم کیا جائے گا (یعنی مرد کو عورت کا دگنا ملے گا)۔

مثال: میت مسئلہ۴

۲ بنت	ابن
۲	۲

پوتیوں کے احوال: اگر میت کی بیٹی نہ ہو تو پھر پوتی بیٹی کے قائم مقام ہے اور اس کے بیٹی والے حالات ہیں جو مذکور ہوئے، اور اگر میت کی بیٹی بھی موجود ہو تو پھر پوتیوں کے تین حال ہیں (گویا پوتیوں کے چھ احوال ہو گئے تین بیٹیوں کی موجودگی میں اور تین عدم موجودگی میں)

☆۱: اگر پوتی کے ساتھ ایک بیٹی ہو تو پوتی کو سدس ملے گا۔

مثال: میت مسئلہ۶

بنت	بنت الابن	عم
۳	۱	۲

☆۲: اگر پوتی کے ساتھ میت کا لڑکا ہو خواہ وہ ان کا باپ ہو یا چچا تو پھر بنات الابن محروم ہوں گی۔

مثال: میت مسئلہ کل مال

بنت الابن	ابن
م	کل مال

☆۳: اگر پوتیوں کے ساتھ دو بنت ہوں تو پوتیاں محروم ہوں گی۔

مثال: میت مسئلہ۳

۲ بنت	بنت الابن	عم
۲	م	۱

ہاں اگر اس صورت میں ان کے ساتھ ان کا بھائی ہو تو پھر محروم نہ ہوں گی بلکہ

عصبہ ہو جائیں گی۔

مثال: میت مسئلہ ۳

۲ بنت	بنت الابن	ابن الابن
۲	۱	

احوال اخواتِ عینیہ: ان کے پانچ حال ہیں۔

☆۱: اخت عینی ایک ہو تو نصف لے گی۔

مثال: میت مسئلہ ۲

اخت عینیہ	عم
۱	۱

☆۲: اگر ایک سے زائد ہوں تو ثلثان ملے گا۔

مثال: میت مسئلہ ۳

۲ اخت عینیہ	عم
۲	۱

☆۳: اگر میت کا اخ عینی ان کے ساتھ ہو (یعنی ان کے ساتھ بھائی ہو) تو وہ عصبہ بن جائیں گی اور للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقے کے مطابق تقسیم کریں گی۔

مثال: میت مسئلہ ۳

اخت عینیہ	اخ عینی
۱	۲

☆۴: اگر میت کی پوتی یا لڑکی موجود ہو تو پھر بھی اخت عینیہ عصبہ بن جائے گی اور باقی ماندہ ترکہ لے گی۔

مثال: میت مسئلہ ۲

بنت	اخت عینیہ
۱	۱

دلیل: فقہاء نے فرمایا: اجعلوا الاخوت مع البنات عصبة یعنی بنت کے ساتھ اخت کو عصبہ بنا دو۔

تنبیہ: اس قول (اجعلوا الاخوات آہ) کو سراجی میں حدیث نبوی قرار دیا گیا ہے جبکہ علماء نے اس کے حدیث ہونے کا انکار کیا ہے اور اسے اہلِ فرائض کا قول قرار دیا ہے۔ دیکھیے مشکوۃ السراج شرح سراجی ص ۸۷

☆ ۵: اگر ان کے ساتھ میت کا ابن یا ابن الابن موجود ہو یا میت کا باپ یا دادا تو یہ محروم ہونگی، یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور صاحبین کے نزدیک عینی علی بہن بھائی دادے کی موجودگی میں محروم نہیں ہوتے۔ فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے۔

مثال: مبـ مسئلہ کل مال

ابن	اخت عینیہ
کل مال	م

فائدہ: اخت عینیہ جبکہ عصبہ واقع ہو رہی ہو (بنت کی وجہ سے) تو اس کی موجودگی میں اخ علی محروم ہوگا۔

اخوات عِلیہ کے حالات: ان کے سات احوال ہیں۔

☆ ۱: اگر ایک ہو تو نصف لے گی۔

☆ ۲: ایک سے زیادہ ہوں تو ثلثان، لیکن شرط یہ ہے کہ عینی بہنیں موجود نہ ہوں۔

☆ ۳: اگر ایک اخت عینیہ ہو تو اخت عِلیہ کو سدس ملے گا تا کہ نصف و سدس مل کر ثلثان کامل ہو جائیں کیوں کہ بہنوں کا حصہ بھی بنات کی طرح ثلثان سے زائد نہیں ہوتا۔

☆ ۴: اگر دو اخت عینیہ ہوں تو اخت علی محروم ہوگی۔

☆۵: اگر اخت علیہ کے ساتھ اخ علی بھی ہو تو پھر وہ عصبہ بن جائے گی اور دو اخت عینیہ کی موجودگی میں محروم نہ ہوگی۔

مثال: مسئلہ ۳

۲ اخت عینیہ	اخت علیہ	اخ علی
۲	۱	

☆۶: اگر اخت علیہ کے ساتھ میت کی لڑکی یا پوتی موجود ہو تو پھر وہ عصبہ بن جائے گی اور ذوی الفروض سے جو باقی بچے گا وہ لے گی۔

مثال: مسئلہ ۲

بنت	اخت علیہ
۱	۱

☆۷: ان کا ساتواں حال بعینہ وہی ہے جو اخوات عینیہ کا پانچواں حال تھا۔

جدہ کے احوال: دادی خواہ پدری ہو (یعنی دادی)، یا مادری ہو (یعنی نانی)، اس کا سدس ہے۔ جدہ ایک ہو تو اس کا حصہ سدس ہے۔ ایک سے زائد ہوں تو بھی سب کو سدس ہی ملے گا جس کو آپس میں برابر تقسیم کریں گی۔ یہ اس وقت ہے جب کہ تمام جدات درجہ میں برابر ہوں (ایک ہی درجے کی ہوں، یعنی سب دادیاں ہوں یا سب پردادیاں) اگر درجہ میں برابر نہ ہوں کہ ایک قریب ہے مثلاً دادی ہے اور دوسری بعید مثلاً پردادی ہے تو اس صورت میں قریب والی حصہ دار ہو گی اور بعید محروم۔

فائدہ: قریب جدہ سے مراد یہ ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان واسطے کم ہوں اور بعید وہ ہے جہاں واسطے زیادہ ہوں اگر تمام جدات درجہ میں برابر ہوں لیکن قرابت اور رشتہ داری میں متفاوت؛ کہ ایک دو قرابتوں والی ہے (کہ

میت کے ساتھ اس کے دو رشتے ہیں) اور دوسری ایک قرابت والی (کہ میت کے ساتھ اس کا ایک رشتہ ہے) تو اِس (کم یا زیادہ قرابت) کا کوئی اعتبار نہیں ہے، کم یا زیادہ قرابت والی دونوں کو حصہ ملے گا۔

مثال تفاوتِ قرابت:

خالد ——————— میـ
عائشہ — زید
حفصہ — بکر — زبیدہ
اسماء — ہندہ

وضاحتِ صورت: اس مثال میں دو جدہ ہیں (برابر درجے کی) ایک اسماء اور دوسری ہندہ لیکن اسماء دو قرابت والی ہے جبکہ ہندہ ایک قرابت والی، اس طرح کہ اسماء کی ایک بیٹی ہے حفصہ اور دوسرا بیٹا بکر۔ جبکہ ہندہ کی صرف ایک لڑکی (بنام زبیدہ) ہے۔ اب زبیدہ اور بکر کی آپس میں شادی ہوئی جس سے زید پیدا ہوا اور حفصہ کی ایک لڑکی ہے جس کا نام عائشہ ہے عائشہ کی شادی اس کے ماموں زاد زید سے ہوئی جس سے خالد پیدا ہوا، اب خالد فوت ہو گیا تو دیکھیے ہندہ خالد کی پردادی ہے کیونکہ اس کی دادی (زبیدہ) کی ماں ہے اور اسماء خالد کی پردادی بھی ہے کہ اس کے دادے (بکر) کی ماں ہے اور پرنانی بھی کہ اس کی نانی (حفصہ) کی ماں ہے۔ اب اگرچہ اسماء کے میت کے ساتھ دو رشتے ہیں اور ہندہ کا ایک رشتہ لیکن اس کے باوجود دونوں کو برابر حصہ ملے گا یعنی ایک سدس، جس کو برابر تقسیم کریں گی۔

مسئلہ: قریب والی جدہ کی موجودگی میں دور والی محروم ہے۔

مثال:

میـ مسئلہ ۶
اب — اب
ام — ام
ام

وضاحت: ایک شخص فوت ہوگیا، دادی اور پردای کو چھوڑ گیا۔اب دادی اور پردادی دونوں جدہ صحیحہ ہیں لیکن دادی چونکہ میت کے زیادہ قریب ہے اور پردادی اس سے دور ہے اس لیے دادی حصہ دار ہوگی اور پردادی محروم رہے گی۔

جدہ کب محروم ہوگی؟ ☆۱: ماں کی موجودگی میں دادی اور نانی دونوں محروم ہیں۔ نانی اس لیے کہ وہ میت تک بواسطہ ماں پہنچتی ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو وارث میت تک کسی واسطہ سے پہنچے وہ اس واسطے کی موجودگی میں محروم ہوتا ہے اور دادی اس لیے محروم ہے کہ اسے ماں کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے حصہ ملتا ہے جب اصل موجود ہے تو قائم مقام محروم ہوگا۔

☆۲: باپ کی موجودگی میں صرف دادی محروم ہے نہ کہ نانی۔

ماں کے حالات: ماں کے تین حال ہیں۔

☆۱: میت کا بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا پوتی نیچے تک، اگر ہو تو ماں کو سدس ملے گا۔

مثال: میــ مسئلہ ٦

ام	ابن
۱	۵

☆۲: اگر میت کا وَلَد نہ ہو لیکن اس کے بہن بھائیوں میں سے جوڑا موجود ہو، (بہن بھائی عام ہیں عینی ہوں یا علی یا خیفی یا مخلوط ہوں کوئی بھی صورت ہو) اگر جوڑا ہے تب بھی ماں کو سدس ملے گا۔

مثال: میــ مسئلہ ٦

ام	۲اخ عینی
۱	۵

فائدہ: اس (دوسری صورت) کی کل اکیس صورتیں بنتی ہیں جو رسالہ ابیات علم میراث کے ص۴ حاشیہ نمبر ۵ پر بالتفصیل مذکور ہیں اور سراجی (مطبوعہ علیمی دہلی) کے ص۱۲ کے حاشیہ نمبر۲ پر بھی بالتفصیل مذکور ہیں۔

☆۲: ماں کو بقیہ مال کی تہائی ملے گی اس کی صرف دو صورتیں ہیں:

صورت نمبر۱: مسئلہ ۶

زوج	اب	ام
۳	۲	۱

اب اس صورت میں زوج کو نصف دینے کے بعد جو تین باقی بچا اس کی تہائی یعنی ایک ماں کو دیا۔

صورت نمبر۲: مسئلہ ۴

زوجہ	اب	ام
۱	۲	۱

فائدہ: ان دونوں صورتوں کو غَرَّاوَیْن اور عُمَرِیَّتَیْن کہا جاتا ہے (حاشیہ سراجی ص۱۲) اب اس صورت میں زوجہ کو ربع یعنی ایک دینے کے بعد جو تین بچا اس کی تہائی ماں کو دی گئی۔

☆۳: ماں کا تیسرا حال یہ ہے کہ اگر مذکورہ دو حالوں (سدس، ثلث ما بقی) میں سے کوئی نہ ہو تو اسے کل مال کی تہائی ملے گی۔

مثال: مسئلہ ۳

ام	اب	اخ خیفی
۱	۲	محروم

بحث العصبات

عصبہ دو قسم پر ہے ☆۱: عصبہ سببی ☆۲: عصبہ نسبی

☆۱: عصبہ سببی: جو غلام آزاد کرنے کی وجہ سے عصبہ ہو۔

☆۲: عصبہ نسبی: جو قرابت نسبیہ کی وجہ سے عصبہ ہو۔

اقسام عصبہ نسبی: عصبہ نسبی تین قسم پر ہے

☆۱: عصبہ بنفسہ ☆۲: عصبہ بغیرہٖ ☆۳: عصبہ مع غیرہٖ۔

☆۱: عصبہ بنفسہ: ہر وہ مرد جو نسبی قرابت دار ہو، اس کے اور میت کے درمیان کسی عورت کا واسطہ نہ ہو جیسے بیٹا، سگا بھائی، اس کو عصبہ بنفسہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ بذاتِ خود عصبہ ہوتا ہے اس کو عصبہ بنانے میں غیر کا دخل نہیں ہوتا۔

۲: عصبہ بغیرہ: ہر وہ عورت جو ذی فرض ہو اور اس کو کسی عورت نے عصبہ بنایا ہو جیسے بیٹی کے ساتھ سگی یا علاتی بہن۔

عصبہ بغیرہٖ و عصبہ مع غیرہٖ کے درمیان فرق: ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ عصبہ بغیرہ میں عصبہ کنندہ ذی فرض نہیں ہوتا جبکہ عصبہ مع غیرہ میں دونوں ذی فرض ہوتے ہیں۔

فائدہ: کوئی عورت ہرگز عصبہ بنفسہ نہیں ہے اور جو عورت ذی فرض نہیں ہے وہ کبھی عصبہ نہیں ہوتی۔

عصبات میں ترجیح: عصبات میں ایک کو دوسرے پر عصبہ بنفسہ یا بغیرہ یا مع غیرہ ہونے کی وجہ سے کوئی ترجیح نہیں۔

اسباب ترجیح: عصبات کو ایک دوسرے پر ترجیح دینے کے تین اسباب ہیں۔

☆۱: جہت میں اقرب ہونا۔ ☆۲: درجہ میں اقرب ہونا۔

☆۳: قرابت میں اقرب ہونا۔

جہات کے اعتبار سے عصبات کی اقسام: جہات کے اعتبار سے عصبات کی چار اقسام ہیں؛ ☆۱: جزءِ میت، جیسے بیٹا، پوتا نیچے تک۔

☆۲: اصلِ میت جیسے باپ، دادا اوپر تک۔ ☆۳: جز اصلِ قریب، جیسے میت کے عینی وعلی بھائی اوران کے بیٹے وپوتے۔ ☆۴: جز اصلِ بعید، جیسے میت کا چچا اوراس کا بیٹا۔

اولیٰ: ان چار قسموں میں قسمِ اول زیادہ مستحق ہے دوم سے، لہٰذا بیٹے کے ہوتے ہوئے باپ محروم ہوگا اور قسمِ دوم زیادہ مستحق ہے قسمِ سوم سے، لہٰذا باپ کے ہوتے ہوئے بھائی محروم ہوگا، اور قسمِ سوم چہارم سے زیادہ مستحق ہے، لہٰذا بھائی کے ہوتے ہوئے چچا محروم ہوگا۔

اگر ایک جہت کے کئی عصبات جمع ہوجائیں تو ان میں جو اقرب ہے اسے ترجیح ہوگی لہٰذا بیٹا اور پوتا یا بھائی اور بھتیجا جمع ہوجائیں یا باپ دادا جمع ہوجائیں تو بالترتیب بیٹے، بھائی اور باپ کو ترجیح ہوگی کہ یہ اقرب ہیں پوتے، بھتیجے اور دادے سے۔

اگر کئی عصبات قرب وبعد میں مساوی جمع ہوجائیں تو ان میں ترجیح

اسے ہوگی جو قرابت میں اقویٰ ہے یعنی دو قرابتوں والا ایک قرابت والے پر مقدم ہوگا لہٰذا سگے بھائی کے ہوتے ہوئے علاتی بھائی محروم ہوگا، ایسے ہی سگے بھتیجے کے ہوتے ہوئے علاتی بھتیجے کو کچھ نہ ملے گا۔

فائدہ: جو عورت ذوی الفروض میں سے نہیں ہے وہ کبھی عصبہ نہیں ہوتی لہٰذا بھتیجے کے ساتھ بھتیجی عصبہ نہ ہوگی اور نہ ہی چچا کے ساتھ پھوپھی عصبہ ہوگی اور نہ ہی چچازاد بھائی کے ساتھ چچازاد بہن عصبہ ہوگی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

موانعِ ارث

وراثت لینے سے چار چیزیں مانع ہیں، ان میں سے کوئی ایک اگر کسی وارث میں موجود ہو تو وہ وراثت نہ لے سکے گا۔

مانعِ اول: غلام ہونا؛ کہ وارث کسی کا غلام ہو، اگرچہ مکاتب، مدبر یا ام ولد ہو۔ واضح رہے کہ وہ مورث کے سوا کسی اور کا غلام ہو کیونکہ مورث کا غلام تو ترکہ کا ایک حصہ ہو کر ورثاء میں تقسیم ہوگا۔

مانعِ دوم: قتلِ مورث؛ کہ اگر وارث نے مورث کو قتل کیا تو وہ قاتل وارث نہ بن سکے گا، لیکن اس کے لیے تین شرطیں ہیں۔ ☆۱: وہ قتل ناحق اور ظلماً ہو۔ ☆۲: قتل ایسا ہو جس سے قصاص یا دیت لازم ہوتی ہے مثلاً قتلِ عمد ہو کہ اس سے قصاص لازم ہوتا ہے یا قتلِ خطا یا شبہ عمد ہو کہ ان سے دیت لازم آتی

ہے۔ اگر ایسا قتل ہو جس سے قصاص یا دیت لازم نہ آئے (مثلاً ایک آدمی نے اپنی زمین میں کنواں کھدوایا اس میں کوئی گر کر مر گیا تو اب کنواں کھدوانے والے پر نہ قصاص ہے نہ دیت) تو یہ قتل مانع ارث نہیں۔ ☆۳: قاتل بالغ ہو لہٰذا نابالغ قاتل مقتول کی وراثت سے محروم نہ ہوگا۔

مانعِ سوم: اختلافِ دین؛ کہ وارث و مورث کے دین مختلف ہیں مثلاً وارث مسلمان ہو اور مورث کافر، یا اس کے الٹ یعنی وارث کافر ہو اور مورث مسلمان تو دونوں صورتوں میں وہ ایک دوسرے کے وارث نہ بن سکیں گے۔

مانعِ چہارم: اختلافِ دار؛ کہ وارث کا ملک اور ہو، اور مورث کا اور، یہ چوتھا مانع کفار کے ساتھ خاص ہے کہ مثلاً ایک کافر دارالحرب میں رہتا ہے اور دوسرا دارالاسلام میں تو ان دونوں میں وراثت نہ چلے گی اور اگر دو مسلمانوں میں اختلافِ دار ہے مثلاً ایک مسلمان بھارت میں ہے دوسرا سعودی عرب میں تو ان دونوں میں وراثت چلے گی۔

فائدہ: اختلافِ دار اس وقت پایا جائے گا جب کہ دونوں ملکوں کے بادشاہ مستقل ہوں اور دونوں بادشاہوں میں صلح بھی نہ ہو۔

فائدہ: جس وارث میں موانعِ ارث میں سے کوئی مانع پایا جائے اس کو اصطلاحاً محروم کہا جاتا ہے اور محروم حکماً معدوم تصور کیا جاتا ہے لہٰذا باقی ورثاء کے حق میں گویا وہ ہے ہی نہیں تو اب وہ کسی وارث کے حصہ پر یا اس کے استحقاق پر اثر انداز

نہ ہوگا لہٰذا صورت ذیل میں زوج کو نصف ملے گا جس کا مطلب ہے ابنِ غلام کو معدوم مانا گیا ورنہ اگر اسے معدوم نہ مانا جاتا تو زوج کو ربع ملتا۔

صورت: مسئلہ ۲ میت

زوج ۱ — اب ۱ — ابن غلام م

باب الحجب

لغت میں حجب کا معنیٰ ہے روکنا، علمائے فرائض کی اصطلاح میں ایک وارث کا دوسرے کو کُل یا بعض ترکہ سے محروم کرنا۔

حجب کی اقسام: حجب دو قسم پر ہے ☆۱: حجبِ حرمان ☆۲: حجبِ نقصان۔

☆**۱: حجب حرمان:** ایک وارث کی وجہ سے دوسرے کو کل ترکہ سے محروم کر دینا۔ اس سلسلہ میں ورثاء کی دو قسمیں ہیں۔ ☆۱: وہ ورثاء جو کسی صورت میں حجب حرمان کے ساتھ محجوب نہیں ہوتے وہ چھ ہیں بیٹا، باپ، خاوند، بیوی، بیٹی اور ماں۔ ☆۲: وہ ورثاء جو کبھی حجب حرمان کے ساتھ محروم ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے جیسے اولاد الام، ولد، اب یا جد کی موجودگی میں محروم ہیں ورنہ نہیں۔

☆**۲: حجب نقصان:** ایک وارث کی موجودگی کی وجہ سے دوسرے کے حصے میں کمی کرنا جن وارثوں کے حصوں میں کمی ہوتی ہے وہ پانچ ہیں۔

۱: خاوند ۲: بیوی ۳: ماں ۴: پوتی ۵: اخت علاتیہ۔

ذیل نقشہ میں غور کیجیے۔ (نقشہ حجب نقصان)

محجوب بنقصان	حاجب نقصان	کیفیتِ نقصان
		نصف سے کم کر کے ربع کرنا
خاوند	ولد، ولد الابن	ربع سے کم کر کے ثمن کرنا
بیوی	ولد، ولد الابن	ثلث سے کم کر کے سدس کرنا
ماں	ولد، بھائیوں، بہنوں یا مخلوط کا جوڑا	نصف سے کم کر کے سدس کرنا
پوتی	بیٹی	نصف سے کم کر کے سدس کرنا
علاتی بہن	سگی بہن	

فائدہ: محجوب بحجب حرمان دوسرے کے لیے حاجب (حرمان ونقصان دونوں کے ساتھ) بنے گا۔

مثال نمبرا: میت مسئلہ ٦

ام	اب	۲ اخ خیفی
۱	۵	م

اب اس مثال میں ۲ اخ خیفی محروم ہیں لیکن ام کے لیے حاجب نقصان ثابت ہوئے کہ اس کو بجائے ثلث کے سدس دیا گیا۔

مثال نمبر۲: میت مسئلہ کل مال

باپ	دادی	نانی کی ماں
کل مال	م	م

اب اس مثال میں دادی باپ کی وجہ سے محروم ہے لیکن نانی کی ماں کے لیے حاجب حرمان ثابت ہورہی ہے۔

مسئلہ لکھنے کا طریقہ

اولاً لفظِ میت لمبا کر کے یوں (میــــــــــ) لکھیں اس کے بعد بائیں

کنارے پر میت کا نام لکھیں، دائیں کنارے پر لفظِ مسئلہ لکھیں، لفظِ میت کے نیچے اس کے وہ تمام ورثاء (جو اس کی موت کے وقت زندہ تھے) لکھیں، وارثوں میں زوج، زوجہ کو سب سے پہلے لکھیں، عصبہ کو سب سے اخیر میں لکھیں، اس کے بعد ذوی الفروض کے حالات میں غور کر کے ہر وارث کے نیچے اس کا مقرر حصہ (مثلاً نصف ربع وغیرہ) لکھیں عصبہ کے نیچے عصبہ یا ع لکھدیں، محروم کے نیچے محروم یا م لکھدیں، پھر ضوابط کے مطابق مخرج نکا کر اسکو ہندسوں میں لفظ مسئلہ پر لکھیں پھر اس مخرج سے ہر وارث کا جتنا حصہ بنتا ہے اس کو اور اس کے مطابق عدد اس وارث کے نیچے لکھ دیں۔

مثلاً یوں: میت زید — مسئلہ ۲۴

زوجہ	ام	ابنت	عم	خال
ثمن	سدس	نصف	ع	م
۳	۴	۱۲	۵	

جن وارثوں میں تعدد ممکن ہے جیسے بھائی، بہن، زوجہ، اگر ان کی کمی بیشی سے حصہ میں کمی بیشی نہیں ہوتی جیسے زوجہ، جدہ، وہاں وحدت کی قید لگانا (ایک زوجہ ایک جدہ) نہ لگانا (جدہ، زوجہ) دونوں جائز ہیں اور جن وارثوں کی کمی بیشی سے حصہ میں کمی بیشی ہوتی ہے جیسے بنت، اخت (کہ ایک ہو تو نصف، زیادہ ہوں تو ثلثان) ان کو قید وحدت کے ساتھ مقید کرنا ضروری ہے اور جن وارثوں میں تعدد ممتنع ہے مثلاً زوج، اب، ان کو قید وحدت کے ساتھ مقید کرنا جہالت ہے۔

تنبیہ: مسئلہ لکھنے کا یہ سارا طریقہ احسن ہے لازم وضروری نہیں ہے۔

محروم اور محجوب میں فرق

محروم میں مانع کی وجہ سے وراثت کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی جبکہ محجوب میں صلاحیت ہوتی ہے لیکن حاجب کی وجہ سے وقتی طور پر محجوب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر حاجب نہ ہوتو وارث بنتا ہے، تو محروم گویا میت ہے اور محجوب کالمیت نہیں ہے۔

فائدہ: ہمارے نزدیک محروم کسی کو محجوب نہیں کرسکتا نہ حجب حرمان، نہ حجب نقصان، جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک محروم دوسرے کو حجب نقصان کرسکتا ہے۔

مثال: مسئلہ ۱۲ بعد العول ۱۷

زوجہ	ام	۲ اخت عینیہ	۲ اخت خیفیہ	ابن قاتل
۳	۲	۸	۴	م

ابن کو کالعدم مان کر زوجہ کو ربع دیا گیا ورنہ اگر وہ حاجب نقصان بنتا تو زوجہ کو ثمن دیا جاتا لیکن حضرت ابن مسعود کے نزدیک ابن یہاں زوجہ کیلیے حاجب نقصان بنے گا اور اس کو ثمن ملے گا تو آپ کے نزدیک صورت یوں ہوگی۔

مثال: مسئلہ ۲۴ بعد العول ۳۱

زوجہ	ام	۲ اخت عینیہ	۲ اخت خیفیہ	ابن قاتل
۳	۴	۱۶	۸	م

بحث العول

عول کا لغت میں معنی ہے ظلم کیطرف میلان کرنا اور اصطلاحاً، مخرج کے اجزاء (مثلاً ثلث، ربع وغیرہ) میں سے کسی جزء کا مخرج پر زیادہ کرنا۔ چونکہ عول کے بعد مسئلہ اکثر عدد کیطرف آجاتا ہے جس سے وارثوں کے حصوں میں کمی ہوتی

ہیں اور یہ بظاہر ان پر ظلم ہے اس لیے اس کو عول کہا جاتا ہے۔

جن مخارج میں عول ہوتا ہے: سات مخارج میں سے کل تین مخارج میں عول ہوتا ہے؛.......... چھ میں، بارہ میں اور چوبیس میں، لیکن ان مین کبھی کبھی عول ہوتا ہے نہ کہ ہمیشہ، چھ میں عول شفعا (یعنی جفت) اور وترا (یعنی طاق) دونوں طرح آتا ہے لہذا چھ کا عول دس تک آئے گا۔ سات، آٹھ، نو، دس اور بارہ کا عول سترہ تک آتا ہے، لیکن طاق یعنی بارہ کا عول تیرہ، پندرہ اور سترہ آئے گا چودہ اور سولہ نہیں آتا کہ یہ تو جفت ہے اور چوبیس کا عول عندالاحناف صرف ستائیس آتا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ستائیس اور اکتیس بھی (دونوں) آتے ہیں۔

مثال: مسئلہ ۲۴ بعد العول ۲۷

زوجہ	۲ بنت	اب	ام
۳	۱۶	۴	۴

اب اس مثال میں چوبیس کا عول ستائیس آرہا ہے۔

فائدہ: اس مسئلہ کو منبریہ کہا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو کوفہ میں منبر پر بیان فرمایا تھا۔ (شریفیہ ص ۵۷)

حضرت ابن مسعود کے مذہب کی مثال:

مسئلہ ۲۴ بعد العول ۳۱

زوجہ	ام	۲ اخت عینیہ	۲ اخت خیفیہ	ابن قاتل
۳	۴	۱۶	۸	۴

یہ مثال گزر چکی ہے تفصیل کے لیے دیکھیے ص ۲۸

فائدہ: جس مسئلہ میں عول ہو اس کو عائلہ، جس میں عول نہ ہو اس کو عادلہ کہا جاتا ہے۔

فائدہ: ☆**۱:** مسئلہ چھ سے بن کر آٹھ یا نو یا دس کی طرف عول کرے تو اس مسئلہ کا میت یقیناً عورت ہوگی ورنہ یہ عول ہرگز نہ آتا۔

☆**۲:** اگر مسئلہ بارہ سے ہو کر سترہ کی طرف عول کرے تو اس کا میت یقیناً مرد ہوگا۔

☆**۳:** اگر مسئلہ چوبیس سے ہو کر ستائیس کی طرف عول کرے تو اس کا میت یقیناً مرد ہوگا۔

☆**۴:** سب سے پہلے عول کا حکم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

☆**۵:** عول کے بعد پہلے مخرج کا اعتبار ختم ہوجاتا ہے اور تمام احکام کا تعلق صرف عول ہی سے ہوتا ہے۔(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

نِسَبِ اربعہ کا بیان

ہر دو عددوں کے درمیان چار نسبتوں میں سے کوئی ایک ضرور ہوگی،

وہ چار یہ ہیں: تماثل، تداخل، توافق اور تباین۔

تماثل: ایسے دو عددوں کے درمیان نسبت کو کہا جاتا ہے جو برابر ہوں اور ان عددین کو متماثلین کہتے ہیں۔جیسے دو دو، پانچ پانچ، آٹھ آٹھ۔

تداخل: چھوٹے بڑے ایسے دو عددوں کے درمیان نسبت ہے جن میں سے چھوٹے کو بڑے سے ایک یا زیادہ بار تفریق کریں تو بڑا ختم ہوجائے، یا ایسے دو چھوٹے بڑے عدد کہ بڑا عدد چھوٹے پر صحیح اور پورا پورا تقسیم ہوجائے جیسے دو اور دس، تین اور نو، دس اور سو، چار اور ساٹھ۔

توافق: ایسے چھوٹے بڑے دو عددوں کے درمیان توافق ہے جن میں سے چھوٹے کو بڑے سے ایک یا زیادہ بار تفریق کریں تو بڑا ختم نہ ہو بلکہ ایک تیسرا عدد باقی رہ جائے جو ان دونوں (چھوٹے، بڑے) کو ختم کر دے۔ جیسے آٹھ اور بیس، کہ آٹھ کو بیس سے دو بار نکالیں تو ایک تیسرا عدد (۴) باقی بچ جاتا ہے جو آٹھ اور بیس دونوں کو ختم کر دیتا ہے اور جیسے چھ اور دس کہ چھ کو دس سے نکالا تو چار بچا پھر چار کو چھ سے نکالا تو دو بچا، جو چھ اور دس دونوں کو ختم کر دیتا ہے پھر وہ تیسرا عدد (جو کم وبیش دونوں کو ختم کر دیتا ہے) جس جز کا مخرج ہو، توافق کو اسی جز والا نام دیا جائے گا۔ مثلاً مثال مذکور میں چھ اور دس کے درمیان توافق ہے اور عدد خورندہ دو ہے اور دو نصف کا مخرج ہے تو چھ اور دس کے درمیان والے توافق کا نام توافق نصفی ہوگا۔ ایسے ہی آٹھ اور بیس کے درمیان والے توافق کو توافق ربعی کہا جائے گا کیونکہ یہاں عدد خورندہ (یعنی چار) ربع کا مخرج ہے لہٰذا عدد خورندہ اگر تین ہو تو توافق ثلثی، پانچ ہو تو خمسی، چھ ہو تو سدسی، سات ہو تو سبعی، آٹھ ہو تو ثمنی، نو ہو تو تسعی، دس ہو تو عشری اور اگر عدد خورندہ گیارہ ہو جیسا کہ بائیس اور تینتیس میں تو اس توافق کو توافق بجز من احد عشر کہا جاتا ہے۔ اور اگر عدد خورندہ بارہ ہو جیسا کہ چوبیس اور چھتیس میں تو اس کو توافق بجز من اثنی عشر کہا جاتا ہے .... علیٰ ہٰذا القیاس۔

تباین: وہ نسبت جو دو کم وبیش عددوں کے درمیان ہو کم کو زیادہ سے ایک یا زیادہ بار تفریق کریں تو باقی صرف ایک بچے جیسے تین اور چار، دس اور تین، پانچ اور

تین، کہ تین کو پانچ سے نکالو پھر دو کو پانچ سے دوبار نکالو تو باقی ایک بچتا ہے۔

باب التصحیح

لغت میں اس کا معنیٰ ہے درست کرنا اور اصطلاح میں ایسا عدد حاصل کرنا جس کی وجہ سے ترکہ مسئلہ کے ایک یا کئی فرقوں پر بلا کسر تقسیم ہو جائے۔

کبھی ترکہ مستحقین کی کسی جماعت پر صحیح تقسیم نہیں ہوتا بلکہ کسر واقع ہوتی ہے تو کسر کو ختم کرنے کے لیے تصحیح کی ضرورت پڑتی ہے [۳]

مثلاً اس صورت میں میت مسئلہ ۶

اب	ام	۵ بنات
۱	۱	۴

احاد فرقہ (۵ بنات) پر ان کا حصہ (۴) صحیح تقسیم نہیں ہو رہا تو تصحیح سے ایسا عدد حاصل کریں گے جو ان احاد پر درست تقسیم ہو جائے گا۔

فائدہ: تصحیح کی علامت یہ تـــــ ہے۔

قواعد: ☆۱: اگر سہام کو رؤس [۴] کے ساتھ نسبت تماثل ہے تو تصحیح کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مثلاً: میت مسئلہ ۶

اب	ام	۴ بنات
۱	۱	۴

اب چار بنات کے چار سہام ہیں نسبت تماثل ہے اور چار چار پر صحیح تقسیم ہو رہے ہیں تصحیح کی حاجت نہیں ہے۔

☆۲: کسر ایک طائفہ میں ہو اور اس طائفہ کے رؤس و سہام میں ایسا تداخل ہو

[۳] تصحیح کی علامت یہ تـــــ ہے۔
[۴] رؤس سے مراد مستحقین سہام کی جماعت ہے۔۱۲

کہ عدد سہام عدد رؤس سے اکثر ہو تب بھی تصحیح کی ضرورت نہیں ہے۔

مثلاً: مسئلہ ۱۲/ بعد العول ۱۳

۴ اخوات عینیہ	ام	زوجہ
۸	۲	۳

اب کسر صرف ایک گروہ میں ہے اور اس گروہ کے رؤس یعنی چار اور سہام یعنی آٹھ میں ایسا تداخل ہے کہ عدد سہام یعنی آٹھ اکثر ہے اور عدد رؤس یعنی چار کم ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ آٹھ چار پر صحیح تقسیم ہو رہا ہے تصحیح کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ ۳: اگر کسر ایک طائفہ میں ہو اور اس کے سہام و رؤس میں ایسا تداخل ہو کہ سہام کا عدد، رؤس کے عدد سے کم ہو تو تصحیح یوں کریں گے وفق رؤس [۵] کو اصل مسئلہ یا عول میں ضرب دیں گے حاصلِ ضرب تصحیح ہوگا۔

تصحیح میں تقسیم کا طریقہ: ہر وارث کا اصل مسئلہ یا عول سے جتنا حصہ ہے اس کو مضروب میں ضرب دی جائے حاصلِ ضرب اس وارث کا حصہ ہے۔

مثال: مسئلہ ٦ بعد العول ۷ تـ ۱۴

۸ اخوات علیہ	زوج
۴	۳
۸	٦

اب آٹھ اخوات اور ان کے حصوں یعنی چار میں تداخل ہے اور عدد سہام اقل ہے چونکہ عدد خورندہ چار ہے تو یہ توافق ربعی بنے گا تو ربع رؤس یعنی دو کو عول میں ضرب دیا تو کل چودہ ہوئے جو کہ تصحیح ہے اب زوج کو جو تین ملے تھے ان کو مضروب یعنی دو میں ضرب دیا تو زوج کو دو ملے آٹھ اخوات کے چار کو دو میں ضرب دیا تو ان کو آٹھ ملے جو ان پر صحیح تقسیم ہوتے ہیں۔

---

[۵] تداخل میں وفق سے مراد وہ جزء کہ عدد خورندہ اس جزء کا مخرج ہے۔۱۲

☆۴: اگر کسر ایک طائفہ میں ہو اور سہام و رؤس میں نسبت توافق ہو تو وفق رؤس کو اصل مسئلہ یا عول میں ضرب دیں گے۔

مثال: مسئلہ ۱۲ بعد العول ۱۵ تـ ۴۵

زوج	اب	ام	۶ بنات
۳	۲	۲	۸
۹	۶	۶	۲۴

اصل مسئلہ بارہ سے ہے زوج کا ربع یعنی تین، اب اور ام کا سدس، سدس یعنی ۲،۲ چھ بنات کا ثلثان یعنی آٹھ، مسئلہ بارہ سے بنا، حصے بڑھ گئے تو عول ہوا ۱۵ کی طرف، اب ۶ بنات اور ان کے حصوں (۸) میں توافق نصفی ہے تو نصف رؤس (تین) کو عول (۱۵) میں ضرب دیا تو کل ۴۵ ہوئے، زوج کے تین کو مضروب (تین) میں ضرب دیا تو اس کو نو ملے اب وام کے ۲،۲ کو تین میں ضرب دیا تو ہر ایک کو چھ چھ ملے، ۶ بنات کے آٹھ کو تین میں ضرب دیا تو ان کو چوبیس ملے۔

☆۵: اگر کسر ایک طائفہ میں ہو اور سہام و رؤس میں نسبت تباین ہو تو کل رؤس کو اصل مسئلہ یا عول میں ضرب دیں گے۔

مثال عادلہ: مسئلہ ۶ تـ ۳۰

اب	ام	۵ بنات
۱	۱	۴
۵	۵	۲۰

اب کسر ایک طائفہ یعنی خمس بنات میں ہے اور ان کے رؤس و سہام میں نسبت تباین ہے تو کل رؤس (پانچ) کو چھ میں ضرب دیا تو تیس ہوئے۔ اب اور ام کے ایک ایک کو مضروب یعنی پانچ میں ضرب دیا تو ہر ایک کو پانچ پانچ ملے۔ ۵ بنات کے چار کو ۵ میں ضرب دیا تو ان کو بیس ملے۔

مثال عائلہ: مسئلہ ۶ بعد العول ۷/ ۳۵

۵ اخوات عینیہ	زوج
۴/۲۰	۳/۱۵

متعدد طائفوں میں کسر کے ضوابط: ☆: اگر کسر دو یا زیادہ طائفوں میں ہو تو ہر طائفہ (جس میں کسر ہے) کے سہام کو اس کے رؤس کے ساتھ نسبت دی جائے اگر نسبت تباین ہو تو کل رؤس کو محفوظ کر لیا جائے اور اگر نسبت تداخل یا توافق ہو تو وفق رؤس کو محفوظ کر لیا جائے اور اگر نسبت تماثل ہو تو تصحیح کی ضرورت نہیں، پھر پہلے محفوظ کو دوسرے محفوظ کے ساتھ نسبت دی جائے اگر تمام رؤس محفوظہ میں نسبت تماثل ہے تو کسی ایک محفوظ کو لیکر اصل مسئلہ یا عول میں ضرب دی جائے۔

مثال عادلہ: مسئلہ ۶ تــ ۱۸

۳ عم	۳ جدہ	۶ بنت
۱/۳	۱/۳	۴/۱۲

اصل مسئلہ چھ سے بنا، بنات کو ثلثان یعنی چار دیے، جدہ کو سدس (ایک) دیا باقی ایک، عم کو دیا (جو عصبہ ہے) اب کسر تینوں طائفوں میں ہے فرقہ اولیٰ کے سہام ورؤس میں نسبت توافق نصفی ہے تو نصف رؤس یعنی تین محفوظ، فرقہ ثانیہ وثالثہ کے رؤس وسہام میں نسبت تباین ہے تو کل رؤس (تین، تین) محفوظ، اب تینوں محفوظوں میں نسبت تماثل ہے کیونکہ تینوں کا عدد ایک جیسا یعنی تین ہے تو کسی ایک تین کو چھ میں ضرب دیا تو اٹھارہ ہوا تقسیم اسی سابقہ طریقے کے مطابق ہوگی کہ بنات کے چار کو مضروب یعنی تین میں ضرب دیا تو ان کو بارہ ملے جدات اور اعمام کے ایک ایک کو تین میں ضرب دیا تو فی گروہ کو تین تین ملے۔

مثال عائلہ: مسئلہ ۶ بعد العول ۷ ت ۲۱

۳ اخت عینیہ	۳ جدہ	۳ اخت خیفیہ
۴/۱۲	۱/۳	۲/۶

☆ ۲: اور اگر رؤس محفوظہ کو آپس میں نسبت تداخل ہے تو ان متداخلوں میں سے اکثر عدد کو لیکر اصل مسئلہ یا عول میں ضرب دیں گے۔

مثال عادلہ: مسئلہ ۲ ت ۱۴۴

۴ زوجہ	۳ جدہ	۲ عم
۳/۴۸	۲/۲۴	۷/۸۴

ب اصل مسئلہ بارہ سے بنا، زوجات کو ربع یعنی تین دیا، تین اور چار میں تباین ہے کل رؤس یعنی چار محفوظ، تین جدہ کو سدس یعنی دو ملے دو اور تین میں بھی تباین ہے تو کل رؤس یعنی تین محفوظ، بارہ عم (جو کہ عصبات ہیں) کو بقیہ سات دیے، بارہ ورسات میں بھی تباین ہے تو کل رؤس (بارہ) محفوظ، اب محفوظ (۴، ۳، ۱۲) میں سے چار اور تین کو بارہ سے تداخل کی نسبت ہے اکثر (بارہ) کو لیکر اصل مسئلہ یعنی بارہ میں ضرب دیں گے تو حاصلِ ضرب ہوا ایک سو چوالیس، زوجات کے چار کو مضروب یعنی بارہ میں ضرب دیا تو ان کو ۴۸ ملے جدات کے دو کو بارہ میں ضرب دیا تو ان کو ۲۴ ملے اعمام کے سات کو بارہ میں ضرب دیا تو ان کو ۸۴ ملے۔

مثال عائلہ: مسئلہ ۱۲ عو ۱۳ ت ۱۵۶

۴ زوجہ	۳ اخت عینیہ	۲۴ جدہ
۳/۳۶	۸/۹۶	۲/۲۴

☆ ۳: اگر اول محفوظ کو دوم کے ساتھ نسبت توافق ہو تو اول رؤس محفوظہ کے وفق کو دوسرے محفوظ کے کل میں ضرب دیں گے پھر حاصلِ ضرب کو تیسرے محفوظ کے ساتھ نسبت دیں گے اگر توافق ہو تو حاصلِ ضرب کو تیسرے کے وفق میں

ضرب دیں گے اور اگر تباین ہو تو تیسرے کے کل میں ضرب دیں گے پھر حاصل ضرب کو چوتھے محفوظ کے ساتھ توافق کی صورت میں اس کے وفق اور تباین کی صورت میں اس کے کل میں ضرب دیں گے اور حاصلِ ضرب کو اصل مسئلہ یا عول میں ضرب دیں گے اور یہ حاصلِ ضرب تصحیح ہوگی۔

مثال عادلہ: مسئلہ ۲۴ تص ۴۳۲۰ — مضروب ۱۸۰

۴ زوجہ	۱۸ بنت	۱۵ جدہ	۶ عم
۳	۱۶	۴	۱
۵۴۰	۲۸۸۰	۷۲۰	۱۸۰

تشریح صورت: اصل مسئلہ چوبیس سے ہے زوجات کو ثمن یعنی تین دیا تین اور چار میں تباین ہے تو چار محفوظ، ۱۸ بنات کو ثلثان یعنی سولہ دیا، ۱۶ اور ۱۸ میں توافق نصفی ہے تو نصف روٴس یعنی ۹ محفوظ ۱۵ جدہ کو سدس یعنی چار دیا چار اور پندرہ میں تباین ہے تو کل روٴس یعنی پندرہ محفوظ، ۶ عم کو (جو کہ عصبہ ہیں) ایک دیا چھ اور ایک میں تباین ہے تو چھ محفوظ اب روٴس محفوظہ یہ ہیں ۱۵.۹.۶.۴۔ چار اور چھ میں توافق نصفی ہے تو چار کے وفق یعنی دو کو چھ میں ضرب دیا تو بارہ ہوئے اب بارہ کو نو کے ساتھ توافق ثلثی ہے تو بارہ کو نو کے وفق یعنی تین سے ضرب دیا تو چھتیس ہوئے، اب ۳۶ کو ۱۵ سے توافق ثلثی ہے تو ۳۶ کو ۱۵ کے وفق یعنی ۵ میں ضرب دیا تو ۱۸۰ ہوئے پھر اس (۱۸۰) کو مسئلہ یعنی ۲۴ میں ضرب دیا تو ۴۳۲۰ (چار ہزار تین صد بیس) ہوئے جو کہ تصحیح ہے۔ زوجات کے تین کو ۱۸۰ میں ضرب دیا تو ان کو ۵۴۰ ملے بنات کے ۱۶ کو ۱۸۰ میں ضرب دیا تو ان کو ۲۸۸۰ ملے جدات کے چار کو ۱۸۰ میں ضرب دیا تو ان کو ۷۲۰ ملے اعمام کے ایک کو ۱۸۰ میں ضرب دیا

توان کو ۱۸۰ ملے۔

مثال عادلہ: مسئلہ ۱۲ عو ۱۷ ت ۳۰۶۰ مضروب ۱۸۰

۴ زوجہ	۹ اخت عینیہ	۵ اخت خیفیہ	۱۲ جدہ
۳	۸	۴	۲
۵۴۰	۱۴۴۰	۷۲۰	۳۶۰

☆۴: اگر اول رؤس محفوظہ کو دوم کے ساتھ نسبت تباین ہو تو اول کو دوم کے کل میں ضرب دیں گے پھر حاصلِ ضرب کو اگر سوم کے ساتھ بھی تباین ہے تو اس کے کل میں ضرب دیں گے پھر حاصلِ ضرب کو اگر چہارم محفوظ کے ساتھ بھی تباین ہو تو حاصلِ ضرب کو چہارم محفوظ کے کل میں ضرب دیں گے پھر حاصلِ ضرب کو اصل مسئلہ یا عول میں ضرب دیں گے حاصلِ ضرب تصحیح مسئلہ ہوگا۔

مثال مسئلہ عادلہ: مسئلہ ۲۴ ت ۵۰۴۰ مضروب ۲۱۰

۲ زوجہ	۶ جدہ	۱۰ ابنات	۷ عم
۳	۴	۱۶	۱
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰

اصل مسئلہ ۲۴ سے بنا زوجتان کو ۳، جدات کو ۴، بنات کو ۱۶، اور اعمام کو ایک دیا کیونکہ بالترتیب ان کے حصے یہ ہیں ثمن، سدس، ثلثان، عصبہ، اب زوجتان اور ان کے تین میں تباین ہے تو کل رؤس یعنی دو محفوظ، ۶ جدات اور ان کے سہام (۴) میں توافق نصفی ہے تو نصف رؤس یعنی تین محفوظ، ۱۰ ابنات کے اور ان کے حصوں یعنی سولہ میں بھی توافق نصفی ہے تو نصف رؤس یعنی پانچ محفوظ، ۷ اعمام اور ان کے حصہ (ایک) میں تباین ہے تو کل رؤس یعنی سات محفوظ، اب رؤس محفوظ یہ ہیں ۲، ۳، ۵، ۷، اور ان تمام میں تباین ہے اس طرح کہ دو کو تین سے تباین دو کو تین میں ضرب دیا تو چھ ہوا پھر اس حاصلِ ضرب یعنی چھ کو پانچ سے بھی

تباین تو چھ کو پانچ میں ضرب دیا تو تیس ہوا پھر اس حاصلِ ضرب (۳۰) کو چوتھے محفوظ یعنی سات کے ساتھ بھی تباین تو ۳۰ کو ۷ میں ضرب دیا تو ۲۱۰ ہوا پھر اس آخری حاصلِ ضرب کو اصل مسئلہ (۲۴) میں ضرب دیا تو کل ۵۰۴۰ ہوئے جو کہ تصحیح ہے زوجتان کے ۳ کو مضروب یعنی ۲۱۰ میں ضرب دیا تو ان کو ۶۳۰ ملے جدات کے چار کو ۲۱۰ میں ضرب دیا تو ان کو ۸۴۰ ملے ۱۰ بنات کے ۱۶ کو ۲۱۰ میں ضرب دیا تو ان کو ۳۳۶۰ ملا، اعمام کے ایک کو ۲۱۰ میں ضرب دیا تو ان کو ۲۱۰ ملا۔

مثال عائلہ: مسئلہ ۱۲ عو ۱۷ ت ۳۵۷۰ — مضروب ۲۱۰

۲ زوجہ	۳ جدہ	۵ اخت خیفیہ	۷ اخت عینیہ
۳	۲	۴	۸
۶۳۰	۴۲۰	۸۴۰	۱۶۸۰

فائدہ: استقراء (تتبع وتلاش) سے یہ معلوم ہوا کہ کسر چار طوائف سے زیادہ میں نہیں ہوتی اسی لیے ہم نے مثالوں میں چار ہی پر اکتفاء کیا ہے۔

تنبیہ: صورتوں کی ساری تفصیل وتشریح شریفیہ اور اس کے دو حاشیوں ۱: حاشیہ مولانا عبدالحی لکھنوی ۲: حاشیہ ملا نظام الدین کیرانوی سے اخذ کی ہے۔ ان شئت فراجعھا۔

باب الرد

لغت میں رد کا معنیٰ ہے لوٹانا اور اصطلاحِ اہلِ فرائض میں باقی ماندہ مال کو حصہ داروں پر ان کے حصوں کے مطابق رد کرنا، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذوی الفروض کو حصے دینے کے بعد مال بچ جاتا ہے اور عصبہ ہوتا نہیں، ایسی صورت میں وہ باقی ماندہ مال ذوی الفروض پر رد کیا جاتا ہے رد عول کی ضد ہے عول سے مسئلہ اور مخرج میں زیادتی ہوتی ہے اور حصے کم ہو جاتے ہیں جبکہ رد کی وجہ سے مخرج اور

مسئلہ کم ہو جاتا ہے اور حصے بڑھ جاتے ہیں۔

اختلافِ ائمہ: اکثر صحابہ کرام اور ائمہ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ باقی ماندہ مال کو ذوی الفروض نسبیہ پر رد کیا جائے، امام شافعی اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ باقی ماندہ مال بیت المال میں رکھ دیا جائے، ہاں محققین شافعیہ نے اس کو اختیار کیا کہ اگر بیت میں کوئی شرعی خلل وفساد ہو تو پھر رد ہی کو ترجیح دی جائے۔

فائدہ: جس مسئلہ میں عصبہ ہو اس میں رد کی ضرورت پیش نہیں آئے گی کیونکہ باقی ماندہ کا مستحق (یعنی عصبہ) موجود ہے۔

ضوابطِ رد: ☆۱: اگر مسئلہ میں من یرڈ [۶] کی ایک جنس [۷] ہو اور من لا یرڈ موجود نہ ہو تو مسئلہ من یرڈ کے رؤس یعنی ان کے مجموعی عدد سے بنایا جائے کہ ان کی کل تعداد والے عدد کو مخرج قرار دیا جائے۔

مثال نمبر ۱: مسئلہ ۳ بعد الرد ۲

بنت	بنت
۱	۱

توضیح: اب اصل میں مسئلہ تین سے بنا، (۲) دو بنت کو دیے ایک باقی بچ گیا عصبہ کوئی نہیں تو رد کی ضرورت پڑی من لا یرڈ موجود نہیں اور من یرڈ کی ایک جنس ہے اور ان کا مجموعہ اور کل رؤس دو ہیں تو اسی سے مسئلہ بنایا اور دو کو مخرج قرار دیا

[۶] زوجین کو من لا یرڈ اور باقی ذوی الفروض کو من یرڈ کہا جاتا ہے۔

[۷] جن کا حصہ مشترک ہو اور وہ مل کر اس کو آپس میں تقسیم کریں وہ ایک جنس ہیں، لہٰذا دادی ونانی ایک جنس ہے کہ ایک سدس کو آپس میں تقسیم کرتی ہیں، ایسے ہی اخیافی بہن بھائی بھی ایک جنس ہیں کہ ثلث کو آپس میں برابر تقسیم کرتے ہیں اور جن کا حصہ مشترک نہ ہو وہ زیادہ جنس ہیں۔۱۲

اور وہ (دو) دونوں میں برابر تقسیم ہوں گے۔

مثال نمبر۲: میت مسئلہ ۶ بعد الرد ۲

جدہ	جدہ
۱	۱

توضیح: مسئلہ میں من لا یرد نہیں من یرد کی ایک جنس ہے تو مسئلہ ان کے روس اور مجموعہ عدد (جو دو ہے) سے بنایا اور ہر ایک کو ایک ایک دیا۔

☆۲: اگر من یرد کی ایک سے زائد جنسیں ہوں اور من لا یرد موجود نہ ہو تو من یرد کے سہام سے مسئلہ بنایا جائے یعنی ان کے مجموعہ سہام کا جو عدد ہے اسی کو مخرج قرار دیا جائے۔

تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

نمبر شمار	مسئلہ	سہام من یرد
۱	دو سے بنے گا	جب مسئلہ میں دو سدس ہوں
۲	تین سے بنے گا	جب مسئلہ میں ثلث اور سدس ہوں
۳	چار سے بنے گا	جب مسئلہ میں نصف اور سدس ہوں
۴	پانچ سے بنے گا	جب مسئلہ میں دو ثلث اور سدس یا نصف اور دو سدس یا نصف اور ثلث ہو۔

امثلہ بالترتیب:

مثال نمبر۱: میت مسئلہ ۶ بعد الرد ۲

جدہ	اخت خیفیہ
۱	۱

اب مسئلہ میں من لا یرڈ موجود نہیں اور من یرڈ کی دو جنسیں ہیں تو مسئلہ من یرڈ کے سہام سے بنایا جو کہ دو تھے اور مسئلہ میں دو سدس جمع تھے تو مسئلہ دو سے بنایا گیا۔

مثال نمبر ۲: میت مسئلہ ۶ بعد الرد ۳

۲ اخ خیفی	ام
۲	۱

مسئلہ میں ایک ثلث اور ایک سدس ہے اور مجموعہ سہام تین ہیں تو مسئلہ تین سے بنایا گیا۔

مثال نمبر ۳: میت مسئلہ ۶ بعد الرد ۴

بنت	بنت الابن
۳	۱

من لا یرڈ کی دو جنسیں ہیں ان کے مجموعی سہام چار ہیں اب مسئلہ میں نصف اور سدس جمع ہیں تو مسئلہ بعد الرد چار سے بنا کر حصوں کے مطابق (کہ بنت کو تین اور بنت الابن کو ایک) دے دیا گیا۔

مثال نمبر ۴: میت مسئلہ ۶ بعد الرد ۵

۲ بنت	ام
۴	۱

مسئلہ میں من یرڈ کی دو جنسیں ہیں اور ثلثان اور سدس جمع ہیں، نیز مجموعہ سہام پانچ ہے تو مسئلہ بعد الرد ۵ سے بنایا۔

مثال میت مسئلہ ۶ بعد الرد ۵

بنت	بنت الابن	ام
۳	۱	۱

مسئلہ میں نصف اور دو سدس جمع ہیں اور مجموعہ سہام ۵ ہیں تو مسئلہ ۵ سے بنایا گیا۔

مثال میت مسئلہ ۶ بعد الرد ۵

اختِ عینیہ	۲ اخت خیفیہ

مسئلہ میں نصف اور ثلث جمع ہیں اور مجموعہ سہام ۵ ہیں تو مسئلہ ۵ سے بنایا گیا۔

فائدہ: رد کے پہلے مخرج کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے اور تمام احکام کا تعلق صرف رد

والے مخرج سے ہوتا ہے۔

فائدہ: رد کی علامت یہ لعــــ ہے۔

☆۳۳: اگر من یرد کی ایک جنس ہو اور من لا یرد بھی موجود ہو تو اولاً من لا یرد کے فرض و حصہ کا جو اقل مخرج ہے [۸] اس اقل مخرج سے مسئلہ بنا کر من لا یرد کو اس کا حصہ دیکر جو باقی بچتا ہے اگر وہ من یرد پر ان کے رؤس کے مطابق صحیح تقسیم ہو جاتا ہے تو اسی طرح کیا جائے۔

مثال: مسئلہ ۱۲ بعد الرد ۴

۳ بنت	زوج
۳	۱

اب اس مثال میں من لا یرد ہے اور من یرد کی ایک جنس ہے تو من لا یرد کا اس کے فرض کے اقل مخرج یعنی چار سے مسئلہ بنا کر من لا یرد کو اس کا حصہ یعنی ایک دے دیا باقی ماندہ من یرد کے رؤس یعنی تین پر صحیح تقسیم ہو جاتا ہے تو تین ان کو دے دیا۔

اور اگر باقی ماندہ، من یرد کے رؤس پر صحیح تقسیم نہ ہو تو پھر من لا یرد کے باقی اور من یرد کے کل رؤس کے درمیان نسبت دی جائے اگر توافق ہو (تداخل بھی اسی میں داخل ہے) تو من یرد کے رؤس کے وفق کو من لا یرد کے کل مسئلہ میں ضرب [۹] دیا جائے اور بصورت تباین من یرد کے کل رؤس کو من لا یرد کے کل مسئلہ میں ضرب دیا جائے۔

---

[۸] من لا یرد اگر زوج ہو تو اس کا حصہ نصف یا ربع ہے نصف کا اقل مخرج دو ہے اور ربع کا اقل مخرج چار ہے اور اگر من لا یرد زوجہ ہو تو اس کا حصہ ربع یا ثمن ہے اور ربع کا اقل مخرج چار اور ثمن کا بارہ ہے۔

[۹] یہ ضرب تصحیح مسئلہ کے لیے ہے رد کا حصہ نہیں ہے۔۱۲

مثال توافق: مسئلہ ۱۲ بعد الرد ۴ تـ ۸

۶ بنت	زوج
۳/۶	۱/۲

اصل مسئلہ بارہ سے ہے چونکہ مسئلہ میں من لا یرڈ ہے اور من یرڈ کی ایک جنس ہے تو حسبِ ضابطہ اولا من لا یرڈ کے فرض یعنی ربع کے اقل مخرج یعنی چار سے مسئلہ بنا کر زوج کو اس کا حصہ (ایک) دیکر باقی (تین) من یرڈ کے رؤس یعنی ۶ پر صحیح تقسیم نہیں ہوتے لہٰذا نسبت دی تو باقی من لا یرڈ یعنی تین اور کل رؤس من یرڈ یعنی چھ میں نسبت توافق ثلثی ہے (اصل میں یہ تداخل ہے) تو من یرڈ کے ثلث رؤس یعنی دو کو من لا یرڈ کے کل مسئلہ (جو اس کے فرض کے اقل مخرج سے بنایا گیا تھا) میں ضرب دیا تو حاصل آٹھ ہوا جو کہ تصحیح الرد ہے۔

طریقہ تقسیم: من لا یرڈ کو اپنے مسئلہ سے جو ملا تھا اس کو...... مضروب (یعنی رؤس من یرڈ) کے وفق میں (بصورت توافق) اور مضروب کے کل میں (بصورت تباین) ضرب دیا جائے حاصلِ ضرب من لا یرڈ کا حصہ ہوگا اور من یرڈ کے حصے کو بھی مضروب کے وفق یا کل میں ضرب دیا جائے حاصلِ ضرب من یرڈ کا حصہ ہے۔ مثال مذکور میں چونکہ توافق ہے تو من لا یرڈ کے حصہ یعنی ایک کو من یرڈ کے رؤس کے وفق یعنی دو میں ضرب دیا تو اس کو دو ملے، من یرڈ کے حصہ یعنی تین کو مضروب کے وفق یعنی دو میں ضرب دیا تو ان کو چھ ملے (جو ان کا حصہ ہے)۔

اور اگر من لا یرڈ کے باقی اور من یرڈ کے کل رؤس کے درمیان نسبت تباین ہو تو پھر کل رؤس من یرڈ کو کل مسئلہ من لا یرڈ میں ضرب دیا جائے گا۔

مثال: مسئلہ ۱۲ بعد الرد ۴ تص ۲۰

زوج	۵ بنت
۱	۳
۵	۱۵

اصل مسئلہ ۱۲ سے ہے چونکہ من لا یرڈ موجود ہے اور من یرڈ کی ایک جنس ہے تو اولاً من لا یرڈ کے فرض یعنی ربع کے اقل مخرج (۴) سے مسئلہ بنا کر اس سے من لا یرڈ کا حصہ (ایک) اس کو دیکر بقیہ من یرڈ کے رؤس یعنی پانچ پر صحیح تقسیم نہیں ہوتے تو نسبت دی، باقی من لا یرڈ یعنی تین اور کل رؤس من یرڈ یعنی پانچ کے درمیان نسبت تباین ہے تو کل رؤس من یرڈ کو کل مسئلہ من لا یرڈ یعنی چار میں ضرب دیا تو ۲۰ ہوا، اب زوج کے حصہ یعنی ایک کو کل رؤس من یرڈ یعنی پانچ میں ضرب دیا تو اس کو پانچ ملے من یرڈ کے تین کو مضروب یعنی کل رؤس من یرڈ میں ضرب دیا تو ان کو پندرہ ملے۔

☆ ۴: اگر من لا یرڈ موجود ہو اور من یرڈ کی ایک سے زائد جنسیں ہوں تو اولاً من لا یرڈ کے حصہ کے اقل مخرج سے اس کا مسئلہ بنا کر اس کو اس کا حصہ دیکر باقی اگر من یرڈ کے مسئلہ پر صحیح تقسیم ہو جائے تو اسی طرح کیا جائے اور یہ صرف ایک ہی صورت میں صحیح تقسیم ہوتا ہے۔

جو کہ یہ ہے: مسئلہ ۱۲ بعد الرد ۴

زوجہ	۴ جدہ	۱۶ اخت خیفیہ
۱	۱	۲

اب من لا یرڈ موجود ہے اور من یرڈ کی دو جنسیں ہیں تو اولاً من لا یرڈ کے فرض یعنی ربع کے اقل مخرج یعنی چار سے مسئلہ بنایا من لا یرڈ کو اس کا حصہ (ایک) دیکر باقی تین من یرڈ کے مسئلہ پر صحیح تقسیم ہوتا ہے کیونکہ من یرڈ کا اپنا مسئلہ بھی تین سے ہی

بنتا ہے کیونکہ ان کے مسئلہ میں سدس اور ثلث جمع ہیں اور ان کے مجموعی سہام تین ہیں تو باقی کو ان کے مسئلہ پر تقسیم کر دیا اور فارغ۔

اور اگر باقی ماندہ من یرڈ کے مسئلہ پر صحیح تقسیم نہ ہو سکے تو باقی من لا یرڈ اور کل مسئلہ من لا یرڈ میں نسبت تباین ہوگی لہٰذا کل مسئلہ من یرڈ کو کل مسئلہ من لا یرڈ میں ضرب دیا جائے گا حاصلِ ضرب دونوں کا حصہ ہے۔

مثال: مسئلہ ۲۴ بعد الرد ۸ تـ ۴۰-۴۰-۵۰۴۰

۴ زوجہ	۹ بنت	۶ جدہ
۵	۲۸	۷
۱۸۰	۱۰۰۸	۲۵۲

اصل مسئلہ ۲۴ سے ہے چونکہ من لا یرڈ کا فرض ثمن ہے جس کے اقل مخرج یعنی آٹھ سے مسئلہ بنا کر اس کو اس کا حصہ یعنی ایک دیکر باقی سات من یرڈ کے مسئلہ پر صحیح تقسیم نہیں ہوتے اس لیے کہ من یرڈ کا مسئلہ ۵ سے بنتا ہے اس لیے کہ اس میں ثلثان اور سدس ہے اور ان کے مجموعی سہام ۵ ہیں لہٰذا کل مسئلہ من یرڈ یعنی ۵ کو کل مسئلہ من لا یرڈ میں جو کہ ۸ ہے ضرب دیں گے تو ۴۰ ہوگا۔

طریقہ تقسیم: من لا یرڈ کے سہام (جو اس کو اپنے مسئلہ سے ملے) کو من یرڈ کے کل مسئلہ میں ضرب دیا جائے اور من یرڈ کے سہام کو من لا یرڈ کے باقی ماندہ (من لا یرڈ کے مسئلہ سے اس کو حصہ دینے کے بعد جو باقی بچا) میں ضرب دیا جائے تو من لا یرڈ کے سہم یعنی ایک کو پانچ میں ضرب دیا تو اس کو پانچ ملے من یرڈ کی ۹ بنات کے سہام یعنی چار کو من لا یرڈ کے باقی یعنی سات میں ضرب دیا تو ان کو ۲۸ ملے اور من یرڈ کی جدات کے ایک کو سات میں ضرب دیا تو ان کو سات ملے اب ان

کے حصے درج ذیل ہیں:

۴ زوجات	۹ بنات	۶ جدات
۵	۲۸	۷

اب تینوں طائفوں میں کسر ہے طائفہ اول کے سہام (۵) اور رؤس (۴) میں تباین ہے تو کل رؤس یعنی چار محفوظ طائفہ دوم کے سہام (۲۸) اور رؤس (۹) میں بھی تباین ہے تو کل رؤس یعنی ۹ محفوظ اور طائفہ سوم کے رؤس وسہام میں بھی تباین ہے تو کل رؤس (۶) محفوظ، اب رؤس محفوظہ یہ ۴،۶،۹۔ چار اور چھ میں توافق نصفی ہے تو چار کے نصف یعنی دو کو چھ میں ضرب دیا تو ۱۲ ہوا، ۱۲ اور ۹ میں توافق ثلثی ہے تو ۹ کے ثلث یعنی تین کو ۱۲ میں ضرب دیا تو ۳۶ ہوئے پھر اس (۳۶) کو چالیس میں ضرب دیا تو ایک ہزار چار سو چالیس (۱۴۴۰) تصحیح ہوئی، اب چار زوجات کے ۵ کو ۳۶ میں ضرب دیا تو ان کو (۱۸۰) ملا، فی زوجہ (۴۵) اور بنات کے ۲۸ کو ۳۶ میں ضرب دیا تو ان کو ۱۰۰۸ ملے، فی بنت ۱۱۲، اور جدات کے سات کو ۳۶ میں ضرب دیا تو ان کو ۲۵۲ ملے، فی جدہ ۴۲۔

تنبیہ: ضابطہ نمبر ۴ (کہ جب من یرد کی ایک سے زائد جنس ہوں اور من لا یرد بھی موجود ہو) میں صرف نسبت تماثل اور تباین ہی متحقق ہو سکتی ہے جیسا کہ مثالوں سے واضح ہو گیا اس ضابطہ میں توافق نہیں پائی جا سکتی تفصیل کے لیے شریفیہ ص ۸۲ دیکھیں۔

باب التخارج

لغت میں اس کا معنیٰ ہے نکلنا، اہلِ فرائض کی اصطلاح میں یہ ہے:

ورثاء میں سے بعض کو ترکہ سے معین چیز دے کر نکالنے پر مصالحت کرنا، مثلاً کسی ایک وارث کو ترکہ سے کوئی ایک چیز مثلاً کار دیکر باقی ترکہ سے اس کو لاتعلق کرنا، یہ مصالحت جائز ہے بشرطیکہ تمام ورثاء اس پر راضی ہوں۔

تخارج ومصالحت میں تقسیم کا طریقہ: جو معین چیز لیکر باقی ترکہ سے دستبردار ہو گیا ہے اس کو اولاً ورثاء میں شامل کر کے مسئلہ بنائیں پھر اس (مصالح) کے حصہ کو گرا کر باقی ترکہ کو دیگر ورثاء میں حسبِ حصہ تقسیم کر دیا جائے۔

مثال نمبر ا: مسئلہ ٦ بعد الخروج ۳

زوج	ام	عم
۳	۲	۱

اب زوج نے مہر کے ساتھ (جو اس کے ذمہ تھا) مصالحت کی کہ اس کے ذمہ میت (زوجہ) کا جو مہر ہے نہیں دے گا اور اس کے ترکہ سے کچھ نہیں لے گا گویا اس نے ترکہ سے مہر لے لیا۔ اولاً مصالح کو موجود فرض کر کے اور ورثاء میں شامل کر کے مسئلہ بنائیں گے تو مسئلہ چھ سے بنے گا، نصف یعنی تین زوج کو، ثلث کل یعنی دو اُم کو، بقیہ ایک عم کو (جو عصبہ ہے) دیں گے، پھر مصالح کو گرا کر باقی ورثاء کے سہام سے مسئلہ بنائیں گے تو ۳ سے بنے گا دو ماں کو ایک عم کو، بالفاظِ دیگر مصالح کے سہام یعنی تین کو گرا کر باقی تین دیگر ورثاء پر ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کریں گے تو ماں کو ۲، اور عم کو ایک ملے گا۔

مثال نمبر ۲: مسئلہ ۸/۳۲/ بعد الخروج ۲۵

زوجہ رحیمہ	ابن کریم	ابن رحیم مصالح		ابن حکیم	ابن نذیر
$\frac{1}{4}$	۷	۷	$\frac{7}{28}$	۷	۷

رحیم نے باپ کے ترکہ سے گھوڑا لیکر مصالحت کی، اولاً اسکو ورثاء میں شامل کر کے مسئلہ بنایا تو آٹھ سے بنا ایک زوجہ کو باقی سات چار ابن کو دیے جوان پر صحیح تقسیم نہیں ہوتے رؤس وسہام میں نسبت تباین ہے تو کل رؤس یعنی چار کو آٹھ میں ضرب دیا تو ۳۲ ہوئے، زوجہ کے ایک کو چار میں ضرب دیا تو اس کو چار ملے چار ابن کے سات کو چار میں ضرب دیا تو ان کو ۲۸ ملے، فی ابن سات سات، اب مصالح کے سہم یعنی سات کو گرا کر باقیوں کے سہام سے مسئلہ بنایا تو ۲۵ سے بنا، حسب سہام زوجہ کو ۴ فی ابن سات سات دیے تو ۲۵ پورے تقسیم ہو گئے۔

سوال: مصالح (مثلاً مثال نمبر ا میں زوج) نے جب مہر لیکر باقی ترکہ سے دستبر داری اختیار کر لی تو تصحیح مسئلہ میں اس کو معدوم فرض کر لیا جاتا تا کہ طوالت اور دوھرے عمل سے جان چھوٹ جاتی، اس کو اولاً تصحیح مسئلہ میں داخل کرنے میں کیا حکمت ہے جبکہ وہ تصحیح سے کچھ لیتا ہی نہیں ہے۔

جواب: مصالح کو اگر ابتداء شامل نہ کریں اور مسئلہ اس کی شمولیت کے بغیر بنائیں تو بعض صورتوں میں کسی وارث کو بلا وجہ نقصان ہوتا ہے اور کم حصہ ملتا ہے مثلاً مثال نمبر ا میں مصالح کو موجود مان کر مسئلہ بنائیں تو مسئلہ چھ سے بنے گا اور ماں کو ثلثِ کل یعنی دو ملیں گے اور اگر اس کو شامل کیے بغیر بنائیں تو مسئلہ تین سے بنے گا (کیونکہ مسئلہ میں صرف ایک ہی فرض یعنی ثلث ہے) اب تین کا ثلث یعنی ایک ماں کو ملے گا، اب ماں کے حصے میں بجائے ثلثِ کل کے ثلث ماقبی آ رہا ہے حالانکہ اس صورت (زوج، ام، عم) میں ماں تمام ترکہ (مع مہر)

کے ثلث کی مستحق ہے جبکہ اس کو زوج کا حصہ نکالنے کے بعد باقی مال کا ثلث مل
رہا ہے ۱۰ جو کہ خلافِ اجماع ہے، اس وجہ سے اولاً مصالح کو شامل کیا جاتا ہے
پھر بغیر دیے نکال کر دوبارہ مسئلہ بنایا جاتا ہے۔

المناسخة

یہ مصدر ہے لغت میں اس کا معنی ہے تبدیل کرنا اصطلاحی معنی یہ ہے، کسی
وارث کا تقسیم ترکہ سے پہلے مر جانا جسکی وجہ سے اس کا حصہ اس کے وارثوں
کیطرف منتقل ہو جائے، تو چونکہ اس سے ورثاء کے حصوں میں تبدیلی آتی ہے اس
لیے اس کو مناسخہ کہا جاتا ہے۔

تنبیہ: مناسخہ کی ضرورت تقسیم ترکہ سے پہلے ایک یا زیادہ ورثاء کے مرجانے کی
وجہ سے پڑتی ہے، اگر مورث نے زندگی میں وراثت تقسیم کر دی یا اس کی موت
کے فوراً بعد تقسیم کر دی گئی کہ ابھی کوئی نہیں مرا تھا تو مناسخہ کی ضرورت نہیں پڑے
گی اگر تقسیم ترکہ سے پہلے کوئی وارث مر گیا پھر اس وارث کا کوئی وارث یا مورث
اول کا کوئی دوسرا وارث مر گیا (قبل از تقسیمِ ترکہ)، پھر مورث دوم یا سوم کا کوئی
وارث تقسیم سے پہلے مر گیا تو اب اِن (مرنے والے) وارثوں کو اپنے مورثوں
سے جو وراثت ملتی وہ ترکہ بن کر ان کے وارثوں میں تقسیم ہوگی، اس تقسیم کے عمل
کو مناسخہ کہا جاتا ہے۔

طریقہ مناسخہ وضوابط: ☆۱: میت اول کا مسئلہ پوری طرح بنایا جائے، تصحیح

۱۰ کل مال، (٦) کا ثلث دو تھا اور ایک، باقی (۳) کا ثلث ہے۔۱۲

ردوغیرہ کی ضرورت ہوتو اسکو کر کے مسئلہ مکمل کیا جائے۔

☆۲: پھر میت ثانی کا مسئلہ اول کیطرح کیا جائے۔

☆۳: میت ثانی کو میت میت اول کے ترکہ سے جو حصہ ملا تھا اس کو مافی ید کہا جاتا ہے، میت ثانی کے مسئلہ کی بائیں جانب اس کا مافی ید لکھا جائے۔

☆۴: مافی ید لکھنے کے بعد میت ثانی کے نام اور اس کے حصوں کے نیچے گول دائرہ کھینچ دیا جائے تاکہ اس کی تعیین ہوجائے، دائرہ کھینچنے کے بعد اس کو حصہ نہ دیا جائے

☆۵: پھر میت ثانی کے مسئلہ کو اس کے مافی ید کے ساتھ نسبت دی جائے اگر تماثل ہو یا ایسا تداخل کہ مافی ید مسئلہ سے زیادہ ہوتو ان دونوں صورتوں میں مسئلہ میت اول بحال ہوگا اور بصورت تداخل، مافی ید (جو اکثر ہوگا) اس کو میت ثانی کے ورثاء پر حسبِ سہام تقسیم کریں گے۔

☆۶: اگر میت ثانی کے مسئلہ اور مافی ید میں ایسا تداخل ہو کہ مافی ید مسئلہ سے کم ہو یا توافق ہو، تو میت ثانی کے مسئلہ کے وفق کو میت اول کے مسئلہ کے کل میں ضرب دیا جائے۔

☆۷: اور اگر مسئلہ میت ثانی و مافی ید میں تباین ہوتو کل مسئلہ میت ثانی کو کل مسئلہ میت اول میں ضرب دیا جائے حاصل ضرب تصحیح مناسخہ ہوگی۔

☆۸: اگر میت ثالث ہوتو میت اول وثانی کی تصحیح اور کل مبلغ کو مسئلہ میت اول تصور کیا جائے اور میت ثالث کے مسئلہ کو ثانی تصور کیا جائے اور وہی میت ثانی

والا عمل جو ابھی گزرا، کیا جائے اور اگر میت رابع ہو تو اول تین کو اول اور رابع کو ثانی تصور کیا جائے الختصر، ثانی کے بعد جتنے مرتے جائیں ان سب کو دوسرا تصور کیا جائے اور ان سے پہلے والے جتنے ہوں ان سب کے مبلغ تصحیح کو اول شمار کیا جائے۔

تنبیہ: میت ثانی، ثالث، رابع کے تمام حصوں کو جمع کر کے مافی ید میں لکھا جائے۔

فائدہ: مافی ید کا مخفف ''مف'' ہے۔

مناسخہ میں تقسیم کا طریقہ: ☆۱: میت اول کے ورثاء کے سہام کو میت ثانی کے مسئلہ کے کل میں (بصورتِ تباین) یا وفق میں (بصورتِ توافق) ضرب دیا جائے۔

☆۲: میت ثانی کے ورثاء کے حصوں کو اس کے مافی ید کے کل میں (اگر تباین ہو) یا وفق میں (اگر توافق ہو) ضرب دیا جائے۔

☆۳: میت ثالث، رابع کو میت ثانی تصور کیا جائے اور اسی والے ضابطے کے مطابق ان (ثالث، رابع) کے وارثوں کو حصے دیے جائیں۔

مثال مناسخہ: تیمنا بذکرہ الاعلیٰ۔

مسئلہ ۲/ بعد الرد ۴/ ۱۶/ ۳۲/ ۱۲۸ — حلیمہ

زوج	بنت	ام
زید	عظمت	حرمت
۱/۴	۳/۹	۱/۳ — ۹

مسئلہ ۴ — زید مافی ید ۴۰

زوجہ	اب	ام
سجائی	باقر	بختاور
۱/۴ — ۸	۲/۴ — ۱۶	۱/۴ — ۸

مسئلہ ٦ — عظمت مف ۹

بنت	ابن	ابن	جدہ
سائرہ	سلطان	حامد	حرمت
۱/۳ — ۱۲	۲/۶ — ۲۴	۲/۶ — ۲۴	۱/۳

مسئلہ ۲/۴ — حرمت مافی یدھا ۹

زوج	اخ عینی	اخ عینی
مراد	قائم	دائم
۲/۱۸	۱/۹	۱/۹

الاحیاء

سجائی	باقر	بختاور	سائرہ	سلطان	حامد	مراد	قائم	دائم
۸	۱۶	۸	۱۲	۲۴	۲۴	۱۸	۹	۹

شرعاً دریں صورت کل ترکہ مسمی زید بعد ادائیگی خرچ کفن دفن وقرضہ ووصیت جائزہ ایک سو اٹھائیس حصے ہو کر حسب تفصیل بالا ہر وارث لے گا.... بشرطیکہ بیان ورثاء حسب واقعہ درست ہو اور کوئی وارث بدمذہب وغیرہ ہونے کی وجہ سے محروم بھی نہ ہو۔

تنبیہ ا: الاحیاء کے نیچے صرف ان وارثوں کے نام لکھے جائیں جو زندہ ہیں اور

جن کو حصہ ملا، میتوں اور محروموں کو نہ لکھا جائے۔

تنبیہ۲: اگر ایک وارث کو متعدد موروثوں سے حصہ ملا ہے تو الاحیاء کے نیچے اس وارث کا نام صرف ایک جگہ لکھا جائے اور اس کے نیچے تمام حاصل کردہ سہام کا مجموعہ لکھا جائے۔

توضیح مثال: تصحیح مسئلہ میت اول: اصل مسئلہ ۱۲ سے بنا پھر رد کی وجہ سے من لا یرد کے فرض کے اقل مخرج یعنی چار سے بنایا، زوج کو ایک دیا باقی تین من یرد کے مسئلہ یعنی ۴ پر صحیح تقسیم نہیں ہوتا اور مسئلہ من یرد یعنی چار کو باقی مسئلہ من لا یرد کے ساتھ نسبت تباین ہے تو کل مسئلہ من یرد کو کل مسئلہ من لا یرد میں ضرب دیا تو ۱۶ ہوا زوج کے ایک کو کل من یرد میں ضرب دیا تو اس کو چار ملے اور من یرد سے بنت کے تین کو باقی من لا یرد یعنی تین میں ضرب دیا تو اس کو ۹ ملے اور ام کے ایک کو باقی من لا یرد (۳) میں ضرب دیا تو اس کو ۳ ملا۔

تصحیح مسئلہ میت دوم: اصل مسئلہ چار سے بنا ایک زوج کو، ثلث ماقبی یعنی ایک ام کو، باقی دو عصبہ کو ملا، اب میت اول کے ورثاء میں سے زید مر گیا تھا اس کا مافی ید یعنی چار منتقل کیا اور زید (مع سہام) کے نیچے لکیر کھینچی اب مسئلہ میت ثانی اور اس کے مافی ید میں تماثل ہے تو مسئلہ میت اول یعنی سولہ بحال۔

تصحیح مسئلہ میت سوم: یہ مسئلہ چھ سے بنا ایک جدہ کو باقی پانچ ایک بنت اور ابن للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کیا کہ ایک بنت کو، دو دو ہر ابن کو دیے، اب چونکہ میت ثالث عظمت تھی تو اس کا مافی ید یعنی ۹ منتقل کیا، دائرہ کھینچا

مسئلہ ثالث (٦) اور میت ثالث کے مافی ید (۹) میں توافق ثلثی ہے تو مسئلہ ثالث کے ثلث کو یعنی دو کو مسئلہ اول (١٦) کے کل میں ضرب دیا تو ۳۲ ہوئے، اب سہام دیں گے، میت اول کے ورثاء میں سے دو (زید اور عظمت) مر گئے انھیں کچھ نہ ملے گا حرمت کے تین کو مسئلہ ثالثہ کے وفق (۲) میں ضرب دیا تو اس کو ٦ ملے میت ثانی کے ورثاء میں سے زوجہ کے ایک کو مسئلہ ثالثہ کے وفق (۲) میں ضرب دیا تو اس کو دو ملے، اب کے دو کو دو میں ضرب دیا تو اس کو چار ملے ام کے ایک کو دو مین ضرب دیا تو اس کو دو ملے، اب مسئلہ ثالثہ کے ورثاء کو حصہ دیں گے (اس طرح کہ گویا وہ دوم ہے اور اول و دوم گویا ایک ہیں) تو بنت کے ایک کو میت ثالث کے مافی ید (نو کے وفق) یعنی ۳ میں ضرب دیا تو اس کو تین ملے، ہر ابن کے دو کو تین میں ضرب دیا تو اس کو چھ ملے، جدہ کے ایک کو تین میں ضرب دیا تو اس کو تین ملے، ان تینوں مسئلوں کے ورثاء کے سہام حسب ذیل ہیں:

مسئلہ اول	مسئلہ دوم			مسئلہ سوم			
ام	زوجہ	اب	ام	بنت	ابن	ابن	جدہ
٦	۲	۴	۲	۳	٦	٦	۳

ان تمام سہام کا مجموعہ ۳۲ ہے اور اور تصحیح مناسخہ بھی ۳۲ تھی۔

تصحیح مسئلہ میت چہارم: اصل مسئلہ دو سے ہے ایک زوج کو دیا ایک دواخ عینی کو کسر واقع ہوئی رؤس و سہم میں نسبت تباین ہے کل رؤس (۲) کو ۲ میں ضرب دیا تو ۴ ہوئے زوج کے ایک کو دو میں ضرب دیا تو اس کو دو ملے، دواخ کے ایک کو دو میں ضرب دیا تو ان کو دو ملے، فی اخ ایک ایک، اب تصحیح مناسخہ کریں گے کہ

میت رابع یعنی حرمت کے مف۔۔۔ کو جس کا مجموعہ نو ہے (کیونکہ میت اول سے اس کو ۶ ملے اور میت سوم سے اسکو تین ملے) نو کو مسئلہ رابعہ (۴) کے ساتھ نسبت تباین ہے لہذا کل مسئلہ رابعہ یعنی ۴ کو کل مسئلہ اول (تصحیح مناسخہ) جو کہ ۳۲ ہے، میں ضرب دیا تو ۱۲۸ ہوئے جو کہ تصحیح مناسخہ ہے اب مسئلہ ثالثہ تک تینوں کو اول اور رابعہ کو دوم تصور کر کے تقسیم کریں گے کہ تینوں کے سہام کو مسئلہ رابعہ کے کل میں ضرب دیں گے اور مسئلہ رابعہ کے وارثوں کے سہام کو اس کے مافی ید کے کل میں ضرب دیں گے میت اول کے تمام ورثاء مر چکے ہیں لہذا تقسیم مسئلہ دوم سے شروع ہوگی مسئلہ دوم میں زوجہ کے دو تھے، چار میں ضرب دیں گے تو اس کو ۸ ملے ام کو بھی ۸ ملے اب کے چار تھے اس کو ۱۶ ملے، مسئلہ ثالثہ میں ہر ابن کے چھ تھے چار میں ضرب دیا تو اس کو ۲۴ ملے، بنت کے تین تھے اس کو ۱۲ ملے، مسئلہ رابعہ میں زوج کے دو کو رابعہ کے مافی ید ۹ کے کل میں ضرب دیا تو اس کو ۱۸ ملے ہر اخ کا ایک تھا اس کو ۹ ملے، تینوں مسئلوں کے ررثاء کے سہام حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ دوم			مسئلہ سوم			مسئلہ چہارم		
زوج	اب	ام	بنت	ابن	ابن	زوج	اخ عینی	اخ عینی
۸	۱۶	۸	۱۲	۲۴	۲۴	۱۸	۹	۹

ان تمام سہام کا مجموعہ ۱۲۸ ہے اور کل تصحیح مناسخہ بھی ۱۲۸ تھی۔

(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

میـــ مسئلہ۸/۹۶/۵۷۶ — زید

زوجہ	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن
جنداں	رقیہ	صفیہ	حسینہ	رضیہ	فیضان	خالد
۱/۱۲/۷۲	۱	۱/۱۲/۷۲	۱/۱۲/۷۲	۱/۱۲/۷۲	۱/۱۲/۷۲	۲/۱۴/۱۴۴

میـــ مسئلہ۲/۱۲ — رقیہ مافی یدھا

زوج	اخت	اخت	اخت	اخت	اخ
بکر	صفیہ	حسینہ	رضیہ	فیضان	خالد
۱/۶/۶	۱/۱/۶	۱/۱/۶	۱/۱/۶	۱/۱/۶	۲/۲/۱۲

میـــ مسئلہ۶ — بکر مف۶

ام	اب	بنت	بنت	ابن
صغریٰ	فقیر	سعیدہ	حمیدہ	قاسم
۱/۶	۱/۶	۱/۶	۱/۶	۲

میـــ مسئلہ۱۲ — قاسم مف۲

زوجہ	ام	اخ حقیقی	عم
حلیمہ	جنت	حاکم	ہاشم

الاحیاء

جنداں	صفیہ	حسینہ	رضیہ	فیضان	خالد	صغریٰ	فقیر	سعیدہ	حمیدہ	حلیمہ
۷۲	۷۸	۷۸	۷۸	۷۸ جنت ۴	۱۵۶ حاکم ۳	۶ ہاشم ۳	۶	۶	۶	۳

شرعادریں صورت کل متروکہ مسمی زید بعدادائیگی خرچ کفن، دفن وقرضہ ووصیت جائزہ پانچ صد چھہتر (۵۷۶) حصے ہوکر حسبِ تقسیم بالا ہر وارث لے گا، بشرطیکہ بیان ورثاء حسب واقعہ درست ہو، اور کوئی وارث بدمذہب وغیرہ ہونے کی وجہ سے محروم بھی نہ ہو۔(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

باب الحمل

اگر مورث کی موت کے وقت اس سے حمل ہے مثلاً اس کی بیوی کو حمل ہے یا غیر مورث سے حمل ہو مثلاً مورث کی ماں حاملہ ہے اب وہ حمل وارث بنے گا، مناسب تو یہ ہے کہ وضع حمل تک تقسیم وراثت ملتوی کی جائے، کیا معلوم کہ حمل بچہ ہے یا بچی ایک ہے یا زائد، مردہ ہے یا زندہ۔ اگر ورثاء اسکی پیدائش تک تقسیم کا انتظار نہ کریں اور فوری تقسیم کا مطالبہ کریں تو اس کے لیے درج ذیل ضابطہ ہے:

ضابطہ: حمل کو ایک بار صرف بچہ مان کر مسئلہ بنایا جائے یعنی اس کو بچہ مان کر دوسرے ورثاء کے ساتھ شامل کر کے مسئلہ بنایا جائے، دوبارہ اس کو صرف بچی فرض کر کے مسئلہ بنایا جائے...... پھر دونوں مسئلوں میں نسبت دی جائے اگر تباین ہو تو ایک مسئلہ کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا جائے اگر توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دی جائے حاصلِ ضرب تصحیح حمل ہوگا۔

طریقۂ تقسیم: ذکورت والے مسئلے کے سہام کو انوثت والے مسئلے کے وفق میں (بصورت توافق) اور اس کے کل میں (بصورت تباین) ضرب دیا جائے دونوں مسئلوں (ذکورت وانوثت) میں سے جس میں ورثاء کو کم حصے ملتے ہوں اسی کے مطابق ورثاء کو اقل حصہ دے کر باقی بچنے والے مال کو محفوظ رکھا جائے وضعِ حمل کے بعد اگر حمل کا حصہ اتنا ہی بنتا ہے جتنا محفوظ ہے تو پھر وہ محفوظ حمل کو دے دیں اور فارغ، اور اگر حمل باقی ماندہ سے کم کا مستحق ہے تو اس کو حق دیکر باقی ان ورثاء کو دیا جائے جن کے حصوں میں کمی کی تھی۔ ہر ایک کے حصے میں جتنی کمی کی تھی اتنا ان کو دے دیا جائے اور وارثوں سے ضامن لیا جائے کہ حمل میں اگر ایک سے

زائد بچے پیدا ہوئے اوران کا حق محفوظ سے زیادہ بنا تو وہ اپنے حصوں سے اتنا مال واپس کریں گے جس سے ان تمام کا حق پورا ہو جائے۔(والله تعالیٰ اعلم بالصواب)

برتقدیرِ ذکورتِ حمل

مثال: مسئلہ ۲۴/۲۱۶

زید

زوجہ	اب	ام	بنت		حمل
۳	۴	۴	۳۹	(۱۳)	۷۸
۲۷	۳۶	۳۶			

برتقدیرِ انوثتِ حمل

مثال: مسئلہ ۲۴ بعد العول ۲۷

زید

زوجہ	اب	ام	بنت	حمل
۳	۴	۴	۸	۸
۲۴	۳۲	۳۲	۶۴	۶۴

وضاحت: مسئلہ اول (ذکورتِ حمل) ۲۴ سے بنا، زوجہ کو ثمن (۳) دیا اب، ام کو سدس (۴-۴) دیے چونکہ حمل مذکر یعنی ابن فرض کیا گیا ہے تو ابن و بنت دونوں عصبہ ہونے کی وجہ سے بقیہ (۱۳) لے جائیں گے۔۱۳ ان میں صحیح تقسیم نہیں ہوسکتا لیکن دونوں مسئلوں کو نسبت دینے کے بعد یہ کسر ختم ہو جائے گی اس لیے عارضی ہونے کی وجہ سے تصحیح نہیں کریں گے۔ مسئلہ دوم میں بھی زوجہ کو ثمن ملے گا اب وام کو سدس، اور حمل چونکہ مؤنث یعنی بنت فرض کیا گیا ہے تو دو بنت ہوگئیں جن کا حصہ ثلثان ہے اصل مسئلہ ۲۴ سے تھا لیکن عول ہو کر ۲۷ سے بنے گا حصے بالترتیب یوں ہونگے: ۳ - ۴ - ۴ - ۱۶۔ اب دونوں مسئلوں (۲۴-۲۷) میں نسبت توافق ثلثی ہے تو ۲۷ کے وفق (۹) کو ۲۴ کے کل میں ضرب دیا تو ۲۱۶ ہوا جو کہ تصحیح حمل ہے۔

تقسیم: چونکہ نسبت توافق ثلثی تھی لہٰذا مسئلہ اول کے ورثاء کے سہام کو مسئلہ دوم

(۲۷) کے وفق (۹) میں ضرب دیں گے تو زوجہ کے ۳ تھے اس کو ۲۷ ملیں گے۔
اب وام میں سے ہر ایک کو ۳۶-۳۶ ملیں گے بنت وحمل کے ۱۳ تھے ان کو ۱۱۷
ملیں گے۔ حمل چونکہ مذکر مفروض تھا لہٰذا اس کو بنت کا دگنا یعنی ۷۸، اور بنت کو
ایک حصہ یعنی ۳۹ دیں گے۔ دوسرے مسئلے کے ورثاء کے سہام کو مسئلہ اول (۲۴)
کے وفق (۸) میں ضرب دیں گے تو زوجہ کو ۲۴ ام واب کو ۳۲-۳۲ اور حمل و بنت کو
۱۲۸ ملیں گے چونکہ حمل کو بنت فرض کیا گیا تھا تو دو بنت ہو گئیں ۱۲۸ کو برابر تقسیم
کریں گی تو ہر ایک کو ۶۴-۶۴ ملے گا دونوں مسئلوں میں سہامِ ورثاء حسب ذیل ہیں۔

ذکورت				انوثت			
زوجہ	اب	ام	بنت	زوجہ	اب	ام	بنت
۲۷	۳۶	۳۶	۳۹	۲۴	۳۲	۳۲	۶۴

اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ وارثوں کو بصورت انوثتِ حمل کم حصہ ملتا ہے لہٰذا اسی
کے مطابق ان کو حصے دیں گے اور ان کے حصوں سے جو باقی بچیں گے وہ ۳ زوجہ
سے، ۴-۴ ام واب سے، کل ۱۱، اور ۷۸ حمل کے لیے تھے (بصورت ابن) ۷۸
میں ۱۱ کو جمع کیا تو کل ۸۹ ہو گئے جو موقوف رہیں گے۔ اگر حمل مؤنث نکلا تو وہ ۶۴
لے گا اور باقی ماندہ ۲۵ بنت کو دیکر اس کے ۶۴ مکمل کریں گے کیونکہ دو بنت ثلثان
کی مستحق ہیں جس کو وہ آپس میں تقسیم کریں گی۔ اور دیگر ورثاء کے وہی سہام
(اقل) برقرار رہیں گے کیونکہ ان کو یہ سہام بر تقدیر انوثت حمل دیے تھے اور حمل
ظاہر بھی مؤنث ہوا ہے تو ان کا حق بھی اتنا ہی ہے جتنا وہ لے چکے۔ اور اگر حمل
مذکر پیدا ہوا تو محفوظ میں سے اس کو ۷۸ (بنت کے دگنے) دیں گے اور باقی گیارہ

زوجہ، ام، اب کو دیکر ان کے کم حصوں کو پورا کریں گے کیونکہ ہم نے ان کو حصے بصورت انوثت دیے تھے، اب بصورت ذکورت دینے ہیں لہٰذا ان کے حصوں میں جتنی کمی کی تھی وہ ان کو دے دیں گے۔ زوجہ کو تین اور ام واب کو چار چار دیں گے اب ان کے سہام یوں ہونگے:

بصورت ذکورت

زوجہ	ام	اب	بنت	حمل
٢٧	٣٦	٣٦	٣٩	٧٨

اوران تمام کا مجموعہ ٢١٦ ہے جو کہ تصحیح حمل تھا، اور اگر حمل مردہ پیدا ہوا تو وہ کسی چیز کا مستحق نہیں ہے تو اب باقی ماندہ جو حمل کے لیے محفوظ تھے یعنی ٨٩ حصے، ان میں سے ٦٩ بنت کو دیں گے تا کہ اس کے سابقہ (٣٩) اور یہ مل کر دوسو سولہ کا نصف (١٠٨) ہو جائیں جس کی وہ مستحق ہے کیونکہ ایک بنت کا حصہ نصف ہے اور زوجہ و اب وام کے حصوں سے جو کم کر کے محفوظ رکھے تھے وہ ان کو واپس دے دیں گے۔ زوجہ کو٣، اب وام میں سے ہر ایک کو٤-٤، کل حصے یوں ہونگے:

زوجہ	اب	ام	بنت
٢٧	٣٦	٣٦	١٠٨

ان کا مجموعہ ٢٠٧ ہے باقی ٩ عصبہ (جو اَب ہے) کو دیں گے۔ تو اب کے کل ٤٥ ہو جائیں گے۔

تنبیہ: حمل کی مثالوں کی یہ مذکورہ وضاحت ہم نے رسالہ ابیات علم میراث اور عمدۃ الفرائض کے مطابق کی ہے۔ سراجی میں اور انداز سے کی گئی ہے۔

فائدہ: حمل میں اگر ایسا بچہ ہو کہ اس کو مرد مانیں یا عورت دونوں صورتوں میں کچھ نہیں لیتا، وہ کالعدم متصور ہوگا اور اس کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔

مثال: مسئلہ ۸ میت

زوجہ	بنت حاملہ	حمل
۱	۷	م

اب اگر حمل کو بچہ مانیں تو وہ میت کا نواسہ بنے گا اور اگر بچی مانیں تو نواسی بنے گی اور یہ دونوں ذوی الارحام سے ہیں۔ مسئلہ میں ذی فرض نسبی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے بقیہ مال اس پر رد کیا جاتا ہے ذی رحم کو کچھ نہیں دیا جاتا لہٰذا مسئلہ آٹھ سے بنے گا۔ ایک زوجہ کو دیکر بقیہ بنت کو دیں گے، حمل محروم ہوگا۔

فائدہ: جس وارث کو حمل کی ذکورت وانوثت (دونوں صورتوں) میں برابر حصہ ملے اس کو مکمل حصہ دیا جائے گا اس کے حصے میں کمی نہیں کی جائے گی۔

مثال:

ذکورت — مسئلہ ۲۴ میت

ام	اب	زوجہ حاملہ	حمل
۴	۴	۳	۱۳

انوثت — مسئلہ ۲۴ میت

ام	اب	زوجہ حاملہ	حمل
۴	۵	۳	۱۲

ام و زوجہ کو دونوں صورتوں میں حصہ پورا یعنی سدس، ثمن ملتا ہے تو ان کو پورا ہی دیں گے۔ باپ کے حصے میں بصورت ذکورت کمی آتی ہے تو اس کو کم دیکر بقیہ حمل کے لیے رکھیں گے۔

باب ذوی الارحام

ارحام رحم کی جمع ہے، رحم کا معنیٰ ہے قرابت و رشتہ داری۔ اصل میں رحم بچہ دان کو کہا جاتا ہے لغت میں ذی رحم کا معنیٰ ہے رشتہ دار اور علمِ میراث کی

اصطلاح میں ذی رحم اس رشتے کو کہا جاتا ہے جو نہ ذی فرض ہو اور نہ عصبہ، یعنی ذوی الفروض وعصبات کے ماسویٰ رشتہ دار۔

اختلاف: اکثر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ذوی الارحام کو وارث بناتے ہیں، امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ ذوی الارحام ترکہ سے حصہ لیں گے بشرطیکہ ذوی الفروض وعصبات میں سے کوئی نہ ہو، حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالی عنہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ذوی الارحام ترکہ سے کچھ نہیں لیں گے ذوی الفروض وعصبات میں سے اگر کوئی نہ ہو تو ترکہ بیت المال میں رکھا جائے گا اور ذوی الارحام وارث نہ بنیں گے۔

ذوی الارحام کی اقسام

عصبات کی طرح ذوی الارحام کی بھی چار قسمیں ہیں:

☆۱: جزء میت یا جو میت کی طرف منسوب ہو مثلاً نواسی، نواسا اور پوتی کی اولاد۔

☆۲: اصلِ میت، بالفاظِ دیگر میت جس کی طرف منسوب ہو مثلاً نانا، نانے کا باپ اور نانے کی ماں۔

☆۳: جز اصل قریب، میت یا جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہو مثلاً میت کی بھانجی، عینی اور علی بھائی کی بیٹیاں، خیفی بھائی کی اولاد، مذکر ہو یا مؤنث، واضح رہے کہ عینی وعلی بھائی کے بیٹے عصبات میں سے ہیں۔

☆۴: جزء اصل بعید، میت یا جو میت کے دادے، نانے یا دادی اور نانی کی

طرف منسوب ہوں جیسے پھوپھی، مادری چچے، ماموں اور خالہ۔ واضح رہے کہ سگا چچا پدری چچا عصبات میں سے ہیں۔

ترجیح: ذوی الارحام میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح اولاً جہات کے لحاظ سے ہے لہٰذا جو جہت میں میت سے اقرب ہے وہ مقدم ہوگا۔ جہات کے لحاظ سے ذوی الارحام کی چار قسمیں ہیں جو ابھی گزریں۔ عصبات کی طرح ذوی الارحام کی ان اقسام اربعہ میں قسم اول مقدم ہے پھر صنف دوم، پھر سوم اور پھر چہارم۔ اگر ایک جہت کے چند ذوی الارحام جمع ہو جائیں تو ان میں سے جو اقرب الی المیت ہوگا وہ زیادہ مستحق ہوگا، لہٰذا نواسی کی موجودگی میں بیٹی کا نواسا محروم ہوگا اور نانے کی موجودگی میں باپ کا نانا محروم ہوگا۔

ذوی الارحام کی قسم اول

ضابطہ۱: صنفِ اول میں میت کے جو زیادہ قریب ہے وہ مستحق ہے اور جو اس سے دور ہے وہ محروم ہوگا، مثلاً نواسی کی موجودگی میں پوتی کی بیٹی محروم ہوگی۔

ضابطہ۲: اگر صنفِ اول کے کئی ذوی الارحام (درجہ میں برابر) جمع ہو جائیں تو اگر جو ذی رحم وارث (ذی فرض، عصبہ) کا بچہ ہوگا وہ زیادہ حقدار ہے اس ذی رحم سے جو ذی رحم کا ولد ہے مثلاً پوتی اور نواسی کی بیٹی دونوں درجے میں برابر ہیں کہ دونوں دو دو واسطوں سے میت تک پہنچتی ہیں لیکن پوتے کی بیٹی وارث کا بچہ ہونے کے ناطے حقدار ہے اور نواسی کی بیٹی ذی رحم کا ولد ہونے کی وجہ سے محروم ہوگی۔

ضابطہ۳: اگر صنفِ اول کے کئی ذوی الارحام جمع ہو جائیں اور ان میں سے ہر

ایک ذی فرض یعنی وارث کی اولاد ہے یا ہر ایک ذی رحم کی اولاد ہے تو ان سب میں درج ذیل قواعد کے مطابق مال تقسیم ہوگا۔

قاعدہ ۱: اگر بطون چند ہوں اور کسی بطن میں بھی ذوی الارحام کے اصول کی صفت (مذکر ہونا، مؤنث ہونا) میں اختلاف نہ ہو تو مال ذوی الارحام میں حسب الابدان تقسیم ہوگا، مرد کو عورت کا دگنا ملے گا۔

مثال: میت مسئلہ ۵

بیٹی	بیٹی
بیٹی	بیٹی
۲ بیٹے	بیٹی
۴	۱

اب اس مثال میں اصول کی صفت میں اختلاف نہیں کیونکہ دونوں بطنوں میں بیٹیاں ہیں اور فروع (نیچے والے) یعنی بیٹی کے نواسے اور بیٹی کی نواسی کے تین بطن ہیں، دو بیٹے اور ایک بیٹی، لہٰذا مال فروع یعنی ذوی الارحام میں یوں تقسیم کریں گے کہ دو بیٹوں کو چار اور ایک بیٹی کو ایک دیں گے۔

قاعدہ ۲: اگر چند بطون میں سے صرف ایک بطن میں اختلاف ہو اور ہر اصل کی ایک ایک فرع ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک مال اختلافی بطن پر تقسیم کیا جائے گا، مرد کو عورت کا دگنا دیا جائے گا پھر اس مرد و عورت کا حصہ اس کی فرع کو دیا جائے گا۔

مثال: میت مسئلہ ۳

بیٹی	بیٹی
بیٹا ۲	بیٹی ۱
بیٹی	بیٹا
۲	۱

اب امام محمد کے نزدیک چونکہ اصول میں صرف ایک بطن (بطن دوم) میں اختلاف ہے تو مال اسی اختلافی بطن پر تقسیم ہوگا، بیٹے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا، پھر بیٹے کا حصہ (۲) اس کی فرع یعنی بیٹی کو اور بیٹی کا حصہ (ایک) اس کی فرع یعنی بیٹے کو دیا جائے گا۔

قاعدہ ۳: اگر بطون متعدد ہوں اور ایک سے زائد بطون میں اصول کی صفت مختلف ہو اور ہر اصل کی ایک فرع ہو تو امام محمد کے نزدیک مال پہلے پہلے اختلافی بطن پر تقسیم کیا جائے گا، عورت کو ایک حصہ اور مرد کو دگنا ملے گا۔ اگر وہ عورت و مرد (جن کو مال دیا گیا) منفرد ہوں یعنی اکیلا مرد ہو اکیلی عورت ہو، تو ان کا حصہ ان کی فرع کو دے دیا جائے گا [۱] اور اگر مرد و عورت منفرد نہ ہوں بلکہ کئی مرد ہوں اور کئی عورتیں تو پھر مردوں کو ایک جماعت بنا کر ان کا حصہ جمع کر لیا جائے گا اور عورتوں کو اور جماعت بنا کر ان کا حصہ بھی جمع کر لیا جائے گا، پھر ہر ایک جماعت کا حصہ نیچے والے دوسرے اختلافی بطن پر تقسیم کیا جائے گا، للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق، پھر ان میں بھی اگر مرد یا عورت منفرد ہو تو اس کا حصہ اس کی فرع کو دے دیا جائے گا اور اگر منفرد نہ ہوں گے تو پھر حسب سابق مردوں کو ایک طائفہ بنا کر ان کا حصہ جمع کیا جائے گا اور عورتوں کو اور طائفہ بنا کر ان کا حصہ بھی جمع کیا جائے گا، پھر جمع کردہ حصے تیسرے اختلافی بطن پر تقسیم ہونگے یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ مال آخری بطن اختلافی پر تقسیم ہوگا اور مردوں کا حصہ ان

---

[۱] یعنی الگ الگ طائفہ بنانے کی ضرورت نہیں کہ ہے ہی ایک ایک۔ ۱۲

کی فروع کو اور عورتوں کا حصہ ان کی فروع کو دیا جائے گا لیکن ان مردوں اور عورتوں کی فروع میں جو مرد ہونگے ان کو دگنا اور جو عورتیں ہونگی ان کو ایک حصہ ملے گا۔

مسئلہ ۶۰/۵

بطن اول	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	اول بطن اختلافی
بطن دوم	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	
بطن سوم	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	دوم بطن اختلافی
بطن چہارم	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	سوم بطن اختلافی
بطن پنجم	بنت	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	چہارم بطن اختلافی
بطن ششم	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	پنجم بطن اختلافی
	رقیہ	زید	بصیرہ	عمرو	شریفہ	رقیہ	بکر	عظیمہ	کریمہ	رحیمہ	حلیمہ	سلیمہ	
	۱	۲	۳	۴	۶	۲	۶	۳	۹	۴	۸	۱۲	

وضاحت صورت مسئلہ: اس مسئلہ میں کل چھ بطون ہیں ہر بطن میں بارہ افراد ہیں، اس مسئلہ میں بارہ ذی الارحام ہیں (سب سے نیچے والے) جن میں ۹ بنت اور ۳ ابن ہیں اور یہ سب کے سب ایک ہی درجہ میں ہیں جو کہ بطن سادس ہے اور ان میں ولد الوارث کوئی بھی نہیں ہے امام محمد کے نزدیک اس مسئلہ کی وضاحت یوں ہے، چونکہ اصول میں بطن اول پہلا پہلا اختلافی بطن ہے تو اولاً تقسیم ترکہ ان پر کریں گے۔

بطن اول کے افراد یہ ہیں: نو بنت صلبی اور تین ابن، یہ سب عصبات ہیں اور ابن بمنزلہ دو کے، تو کل تعداد پندرہ ہوئی، لہٰذا مسئلہ ۱۵ سے بنایا۔ ۶ تین ابن کو اور ۹، نو بنات کو دیے، چونکہ مرد و عورت منفرد نہیں ہیں لہٰذا مردوں کو ایک جماعت بنا کر ان کا حصہ (۶) جمع کر کے ان کے فروع میں تقسیم کریں گے، چونکہ بطن دوم

غیر اختلافی ہے لہٰذا اس میں تقسیم نہ ہوگی۔ بطن سوم اختلافی ہے اور تین ابن کے
نیچے تیسرے بطن میں دو بنت اور ایک ابن ہے۔ تو تین ابن کے چھ کو ان میں
للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کیا، کہ دو بنت کو ۳ اور ایک ابن کو بھی
۳ دیا، پھر ابن چونکہ منفرد ہے اور اخیر تک اس کے فروع میں کوئی اختلاف نہیں
لہٰذا اس کا حصہ اس کی آخری فرع یعنی بطن سادس والی بنت (سلیمہ) کو دے
دیا اور دو بنت کے حصے (۳) کو جمع کر لیا چونکہ ان کے نیچے والے بطن یعنی رابع
میں اختلاف نہیں تو ان کا حصہ ان کی فروع (ابن و بنت) بطن خمس والے میں
تقسیم کیا کہ ابن کو دو اور بنت کو ایک، پھر ان کے دو حصے ان کی فروع (بطن
سادس والی دو بنت) یعنی رحیمہ اور حلیمہ کو دے دیے، اب تین ابن کا حصہ مکمل ہو
گیا۔ بطن اول والی نو بنات کے حصے نو تھے جب ان بنات کو ایک طائفہ بنایا اور
ان کے حصے جمع کیے، نیچے دیکھا تو بطن ثانی میں اختلاف نہیں بلکہ ثالث میں
اختلاف ہے کہ نو بنات کے نیچے چھ بنات اور تین ابن ہیں جب ہر ابن کو دو بنت
کے قائم مقام کیا تو کل افراد بارہ ہو گئے جن پر نو صحیح طرح تقسیم نہیں ہوسکتا، نو اور
بارہ میں توافق ثلثی ہے تو بارہ کے ثلث (۴) کو اصل مسئلہ (۱۵) میں ضرب دیا تو
ساٹھ ہوئے، تین ابن (بطن اول والے) کے چھ کو چار میں ضرب دیا تو ان کو ۲۴
ملے، ان کے ۲۴ کو ان کے فروع میں تقسیم کیا یعنی بطن ثالث کی دو بنت اور ایک

ابن میں، تو ۱۲ دو بنت کو اور بارہ ابن کو ملے پھر ابن کے بارہ اس کی آخری فرع یعنی بطن سادس کی بنت (سلیمہ) کو دے دیے، اور دو بنت کے ۱۲ بطن خامس کی بنت اور ابن میں تقسیم کیے کہ ۸ ابن کو ۴ بنت کو، پھر ابن کے آٹھ اس کی فرع (بطن سادس کی حلیمہ) کو دیے اور بنت کے چار اس کی فرع (بطن سادس والی بنت رحیمہ) کو دیے، بطن اول میں اصل مسئلہ سے نو بنات کو ۹ ملے تھے، ان نو کو مضروب (۴) میں ضرب دیا تو ان کو ۳۶ ملے، اب ان کے نیچے دیکھا تو بطن ثانی میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بطن ثالث میں نو بنات کے نیچے تین ابن ہیں اور چھ بنت تو ان نو کا حصہ ان میں تقسیم کیا کہ چھ بنت کو ۱۸ اور ۳ ابن کو بھی ۱۸۔ ہر ابن کو بنت کا دگنا دیا، پھر چونکہ مذکر ومؤنث منفرد نہیں تو مذکروں کو الگ طائفہ بنا کر ان کا حصہ جمع کیا اور مؤنثوں کو الگ طائفہ بنا کر ان کا حصہ جمع کیا پھر تین ابن کے نیچے دیکھا تو بطن رابع میں اختلاف ہے لہٰذا ان تینوں کا مجموعی حصہ (۱۸) بطن رابع کی دو بنت اور ایک ابن میں تقسیم کیا کہ ۹ دو بنت کو اور نو ابن کو دیے، پھر ابن کے نیچے چونکہ کوئی اختلاف نہیں تو اس کے نو اس کی فرع یعنی بطن سادس والی بنت (کریمہ) کو دیے اور دو بنت کے نیچے بطن خامس میں تو کوئی اختلاف نہیں البتہ بطن سادس میں اختلاف ہے تو ان کے نو کو ان کے فروع (بطن سادس والے) میں تقسیم کیا کہ ابن (بکر) کو ۶ اور بنت (عظیمہ) کو ۳ دیے، اب نو

بنات میں سے بقیہ چھ کے نیچے تین ابن ہیں اور تین بنت کے نیچے تین بنت ہیں تو چھ بنت کے حصے (۱۸) کو ان چھ میں للذ کر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کیا تو ۳ بنت کو ۶ ملا اور ۳ ابن کو ۱۲ ملا، پھر ۳ بنت کو ایک طائفہ اور ۳ ابن کو الگ طائفہ بنایا اور ان کے حصوں کو جمع کیا، ۳ ابن کے نیچے بطن خامس میں اختلاف ہے کہ ۲ بنت اور ایک ابن ہے تو ان کے ۱۲ کو ان میں تقسیم کیا کہ دو بنت کو ۶ دیا اور ایک ابن کو بھی ۶ دیا پھر چونکہ ابن منفرد ہے تو اس کا حصہ اس کی فرع بنت (رقیہ) کو دیا اور دو بنت چونکہ غیر منفرد ہیں لہٰذا ان کے حصوں کو جمع کر کے ان کی فرع یعنی بطن سادس کے ابن (عمرو) اور بنت (شریفہ) میں تقسیم کیا کہ ابن کو ۴ اور بنت کو ۲ دیے، اب باقی رہ جانے والی تین بنت کے نیچے دیکھا تو بطن خامس میں اختلاف ہے کہ دو بنت اور ایک ابن، تو ۳ بنت کا جمع کردہ حصہ (۶) ان میں تقسیم کیا کہ ۳ دو بنت کو، اور ۳ ابن کو دیے، پھر ابن کا حصہ منفرد ہونے کی وجہ سے اس کی فرع یعنی بطن سادس کی بنت (بصیرہ) کو دے دیا، اور دو بنت کا حصہ ان کے غیر منفرد ہونے کی وجہ سے جمع کر کے ان کی فرع (ابن یعنی زید) اور بنت (رقیہ) میں تقسیم کر دیا کہ دو ابن کو دیے اور ایک بنت کو دیا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب) ماخوذ از شریفیہ مع حاشیہ۔

ضابطہ ۴: اگر ایک یا زائد بطون میں اختلاف ہو (اصول کی صفت

ذکورت وانوثت میں)اور کسی اصل کی متعدد فرع ہوں تو امام محمد کے نزدیک پہلے اختلافی بطن پر تقسیم ہوگی لیکن بوقت تقسیم عدد فرع کا لیا جائے گا، کہ اگر فرع متعدد ہے تو اصل کو متعدد تصور کر کے اتنا حصہ دیا جائے گا، پھر اگر وہ اصل (جس پر اولاً تقسیم کی) منفرد ہو تو اس کا حصہ اس کی فرع کو دے دیا جائے گا (اگر فرع منفرد ہو) اگر فرع متعدد ہو اور صرف بنات یا بنین ہوں تو ان میں برابر تقسیم ہو گی اور اگر مخلوط ہوں تو پھر علی طریق للذکر مثل حظ الانثیین ہوگی۔اور اگر اصول منفرد نہ ہوں تو مردوں کو ایک جماعت بنا کر ان کا حصہ جمع کیا جائے اور عورتوں کو دوسری جماعت بنا کر ان کا حصہ بھی جمع کر لیا جائے پھر ہر جماعت کا حصہ اس کی فرع پر حسبِ سابق تقسیم کیا جائے گا۔

مثال: میت مسئلہ ۲۸/۷

بنت	بنت	بنت
بنت	بنت	ابن
بنت	ابن	بنت
ابنی	بنت	بنتی
عبدالاحد، عبدالواحد	فاطمہ	آمنہ، میمونہ
۳ ۳	۶	۸ ۸

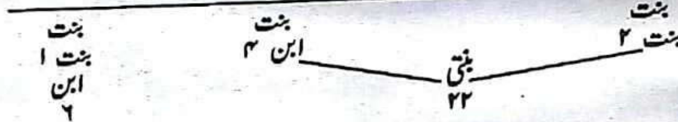
وضاحتِ مثال: اس مثال میں پانچ ذوی الارحام ہیں؛ میت کی نواسی کی بیٹی کے دو بیٹے (عبد الاحد اور عبد الواحد) میت کی نواسی کے بیٹے کی ایک بیٹی (فاطمہ) میت کے نواسے کی بیٹی کی دو بیٹیاں (آمنہ اور میمونہ) اس مثال میں

کل چار بطون ہیں اور پہلا اختلافی بطن، بطن دوم ہے لہذا پہلے تقسیم (اسی بطن دوم) پر کریں گے تو چونکہ اول بطن کی فرع دو ابن ہیں جب عدد فرع کا لیں گے تو یہ بنت دو بنت متصور ہونگی درمیان والی بنت تیسری، اور ابن کی فرع دو بنت ہیں لہذا وہ دو ابن متصور ہونگے جو چار بنت کے قائم مقام ہونگے، تو کل تعداد سات ہوگئی لہذا مسئلہ سات سے بنایا، اول بنت کو دو، درمیانی کو ایک اور ابن کو چار دیے پھر نیچے دیکھا تو ابن کے نیچے آخری فرع تک کوئی اختلاف نہیں لہذا اس کا حصہ (۴) اس کی آخری فرع (آمنہ، میمونہ) میں دو دو کر کے تقسیم کر دیا، دو بنت چونکہ غیر منفرد ہیں لہذا انکو جماعت بنا کر ان کا حصہ جمع کر کے ان کی فرع (بطن ثالث والی) میں تقسیم کیا تو چونکہ بنت کی فرع دو ابن ہیں جس کی وجہ سے وہ بنت دو شمار ہونگی اور درمیانی بنت کی فرع ابن ہے جو بمنزلہ دو بنت کے ہے تو گویا دونوں کی فرع دو دو بنت ہیں تو ان میں تقسیم برابر ہوگی اور جمع کردہ حصہ (۳) چار پر صحیح تقسیم نہیں ہوسکتا، رؤس وسہام میں نسبت تباین ہے تو کل رؤس (۴) کو اصل مسئلہ (۷) میں ضرب دی تو ۲۸ ہوا، ابن کے چار کو چار میں ضرب دیا تو اس کو ۱۶ ملے جو اس کے منفرد ہونے اور نیچے اختلاف نہ ہونے کے باعث اس کی آخری دو فرع (آمنہ، میمونہ) میں تقسیم کیا تو ہر ایک کو آٹھ آٹھ ملے اور بنت وابن کے ۳ سہام کو ۴ میں ضرب دیا تو ان کو بارہ ملے جو انھوں نے برابر تقسیم کیے پھر بنت کے سہام (۶) اس کی فرع (عبدالاحد وعبدالواحد) کو دیے ہر ایک کو تین تین ملے اور ابن کے چھ اس کی فرع (فاطمہ) کو دے دیے۔ حاشیہ نمبر ۹

شریفیہ ص ۱۰۶ مشکوٰۃ السراج۔

فائدہ: ائمہ حنفیہ کے نزدیک ذوی الارحام میں رشتہ داری کا اعتبار ہے لہٰذا جو ذی رحم میت کے ساتھ متعدد رشتے رکھتا ہوگا اس کو ان رشتوں کے مطابق متعدد حصے دیے جائیں گے لیکن امام محمد کے نزدیک ان رشتوں کا لحاظ اصول میں ہو گا کیونکہ ان کے نزدیک مال کی تقسیم اعلیٰ اختلافی بطن پر ہوتی ہے عدد فرع کا لیا جاتا ہے پھر مذکروں کو الگ اور مؤنثوں کو الگ جماعت بنا کر ان کا حصہ ان کی فروع میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

مثال: میت مسئلہ ۲۸/۷



وضاحت مثال: اب اس مثال میں تین ذی رحم ہیں؛...... میت کی نواسی اور نواسے کی دو بیٹیاں اس طرح کہ میت کی دو بیٹیاں تھیں، ایک کا بیٹا اور دوسری کی بیٹی۔ اس بیٹے اور بیٹی کا نکاح کر دیا گیا جس سے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں، میاں بیوی مر گئے وہ دو بیٹیاں چھوڑ گئے اور تیسرا ذی رحم میت کی نواسی کا بیٹا۔ اب کل تعداد سات ہے اس طرح کہ پہلا اختلافی بطن دوم ہے جب اس اختلافی بطن پر مال تقسیم کریں گے تو عدد فرع کا لیں گے جب بنت اول کی فرع (دو بنت) کا عدد لیا تو وہ دو ہو گئیں ایسے ہی ابن کی فرع (مذکورہ دو بنت) کا عدد لیا تو وہ دو ابن ہو گئے جو بمنزلہ چار بنت کے ہیں، اور آخری بنت کی فرع چونکہ غیر متعدد ہے لہٰذا وہ ایک شمار ہوگی تو یہ کل سات ہو گئیں، مسئلہ سات سے بنا، ۴ ابن کو دیے فرع کا

عدد لے کر، دو بنت اول کو دیے فرع کا عدد لے کر، اور ایک آخری بنت کو دیا، چونکہ ابن منفرد ہے [۱۲] تو اس کا حصہ بعینہ اس کی فرع (بنتی) کو دیا گیا اور دو بنت چونکہ غیر منفرد ہیں لہٰذا ان کو طائفہ بنا کر ان کا حصہ ان کی فروع میں تقسیم کرنا ہوگا تو بنت اول کی فرع دو بنت اور بنت اخیر کی فرع ابن ہے جو بمنزلہ دو بنت کے ہے تو چار بنات ہوگئیں، جبکہ مال تین حصے ہیں جو چار پر صحیح تقسیم نہیں ہوتے، رؤس وسہام میں نسبت تباین ہے تو کل رؤس (۴) کو اصل مسئلہ (۷) میں ضرب دیا تو ۲۸ ہوگئے ابن کے چار کو چار میں ضرب دیا تو اس کو ۱۶ ملے جو اس کی فرع (بنتی) کو دے دیے اور دو بنت کے تین کو چار میں ضرب دیا تو ان کو بارہ ملے جن میں سے بنت اول کی فرع (بنتی) کو ۶ اور بنت اخیر کی فرع (ابن) کو بھی ۶ دیے للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق۔اب آپ نے دیکھ لیا کہ بنتی دو رشتے رکھتی ہے (میت کی نواسی اور اس کے نواسے کی بیٹیاں ہیں) تو ان کو ترکہ بھی دونوں طرف سے ملا، ماں کی طرف سے حصہ لیا یعنی چھ اور باپ کی طرف سے بھی حصہ لیا یعنی سولہ۔

ذوی الارحام کی قسم دوم:

ضابطہ ۱: ان میں جو میت کے زیادہ قریب ہوگا وہ مقدم ہوگا۔

مثال: میت مسئلہ کل مال

الام اب کل مال	الام ام اب م

---

[۱۲] یا یوں کہا جائے کہ چونکہ مذکر مقابلے مذکر کے نہیں لہٰذا اس کا حصہ بعینہ اس کی فرع کو دیا گیا اور مؤنث بمقابلہ مؤنث ہے لہٰذا ان کا حصہ جمع کر کے ان کی فروع میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کیا۔

نمبر۲: اگر قرب میں تمام برابر ہوں تو عند البعض جو میت تک بواسطہ وارث پہنچے وہ اقرب ہے۔

مثال: م مسئلہ کل مال

الام	الام
ام	اب
اب	اب
کل مال	م

اب اول یعنی میت کی نانی کا باپ چونکہ وارث (نانی) کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہے تو وہ زیادہ مستحق ہے جبکہ دوسرا یعنی میت کے نانے کا باپ چونکہ ذی رحم (نانا) کے واسطے سے منسوب ہے اس لیے وہ محروم ہے۔

نمبر۳: (۱) اگر قرابت میں تمام ذوی الارحام برابر ہوں (۲) سب کے سب بواسطہ وارث منسوب ہوں یا کوئی بھی بواسطہ وارث منسوب نہ ہو (۳) اور مدلیٰ بہ کی صفت (ذکورت وانوثت) ایک ہو کہ سب مذکر یا سب مؤنث ہوں مثال: میت کی دادی کے باپ کا باپ اور میت کی دادی کے باپ کی ماں (۴) ذوی الارحام کی قرابت بھی ایک ہو کہ تمام میت کے باپ کی طرف سے ہوں یا میت کی ماں کی طرف سے، مثال: میت کی دادی کے باپ کا باپ، میت کی دادی کے باپ کی ماں، یہ چار شرائط جب پائے جائیں تو تقسیم ذوی الارحام کے ابدان پر ہوگی ان صفات کے مطابق (کہ مرد کو عورت کا دگنا ملے گا)

مثال: م مسئلہ ۳

باپ	باپ
ماں	ماں
باپ	باپ
باپ	ماں
۲	۱

وضاحت مثال: اب اس مثال میں دو ذی رحم ہیں، (۱) میت کے باپ کے نانے کا باپ (۲) میت کے باپ کے نانے کی ماں، دونوں میں مذکورہ چار شرائط موجود ہیں کہ دونوں بواسطہ جدِ فاسد (یعنی ذی رحم) منسوب ہیں، درجہ میں بھی برابر ہیں کہ دونوں تین تین واسطوں سے میت تک پہنچتے ہیں اور مدلیٰ بہ (نانا، نانا) کی صفت بھی متفق ہے کہ دونوں مذکر ہیں اور دونوں کی قرابت بھی ایک ہے جب یہ چار شرائط موجود ہیں تو مال حسب الابدان صفات کے مطابق تقسیم کیا کہ مرد (نانا کا باپ) کو دو اور عورت (نانے کی ماں) کو ایک حصہ دیا۔

سراجی، شریفیہ وحواشیہما۔ **(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)**

☆۴: اگر درجہ ایک ہو لیکن مدلیٰ بہ کی صفت مختلف ہو تو ترکہ اول بطن اختلافی پر تقسیم ہوگا پھر مذکروں اور مؤنثوں کا الگ الگ طائفہ بنا کر ان کے حصے ان کی فروع میں تقسیم ہونگے جیسا کہ گزرا۔

۵: اگر ذوی الارحام درجہ میں برابر ہوں لیکن میت تک ان کی قرابت مختلف ہو کہ بعض بواسطہ باپ پہنچتے ہیں اور بعض بواسطہ ماں تو باپ کی قرابت والوں کو دو حصے اور ماں کی قرابت والوں کو ایک حصہ ملے گا۔

مثال: میـ مسئلہ۳

باپ	ماں
نانی	نانی
باپ	باپ
۲	۱

ذوی الارحام کی قسم سوم

ضابطہ نمبر۱: اقرب الی المیت ابعد سے زیادہ مستحق ہے۔

مثال: مسئلہ کل مال
م

الاخت	الاخ
بنت	بنت
کل مال	ابن
	م

ضابطہ نمبر۲: اگر قرب میں برابر ہوں تو اولاد عصبہ، اولا د ذی رحم پر مقدم ہے۔

مثال: مسئلہ کل مال
م

الاخ العینی	الاخت العینیہ
ابن	بنت
بنت	ابن
کل مال	م

بنت، عصبہ کی اولاد ہونے کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے اور ابن، ذی رحم کی اولاد ہونے کی وجہ سے محروم ہے۔

ضابطہ نمبر۳: اگر اخ خیفی و اخت خیفیہ کی اولاد ہو وان سفل، مذکر ہو یا مؤنث یا مخلوط تو امام محمد کے نزدیک مال ان میں نصف و نصف تقسیم ہوگا، کیونکہ ان کے اصول (اخ و اخت خیفیہ) میں تقسیم برابر ہوتی ہے۔

مثال: مسئلہ۲
م

الاخ لام	الاخت لام
ابن	بنت
بنت	ابن
۱	۱

تنبیہ: یہ اور اس جیسی مثالوں کو نیچے سے پڑھا جائے یعنی یوں؛ بنت، ابن، الاخ، ابن بنت الاخت (میت کے اخ خیفی کی پوتی، میت کی اخت خیفیہ کا نواسا)۔

امام محمد کے نزدیک کل مال کے دو حصے ہونگے ایک بنت کو اور ایک ابن کو ملے گا۔

ضابطہ نمبر۴: اگر تمام ذوی الارحام قرب میں برابر ہوں اور ان میں کوئی بھی اولادِ عصبہ نہ ہو یا سب اولادِ عصبہ ہوں یا بعض اولادِ عصبہ ہوں اور بعض اولادِ ذی فرض ہوں تو امام محمد کے نزدیک مال اخ واخوات (اصول) میں تقسیم ہوگا، لیکن فروع کے عدد اور ان کی رشتہ داری کا اصول میں اعتبار کیا جائے گا، اصول کو جتنا ملے گا اس کو جمع کر کے فروع میں تقسیم کریں گے، جیسا کہ گزرا۔

مثال: م ۹/۳

اخ عینی	اخ علی	اخ خیفی	اخت عینیہ		اخت علیہ		اخت خیفیہ	
بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت
۳	م	۱	۲	۱	م	م	۱	۱

وضاحت مثال: اس مثال میں نو ذوی الارحام ہیں؛ ☆۱: سگے بھائی کی بیٹی ☆۲: پدری بھائی کی بیٹی ☆۳: مادری بھائی کی بیٹی ☆۴: سگا بھانجا ☆۵: سگی بھانجی ☆۶: پدری بھانجا ☆۷: پدری بھانجی ☆۸: مادری بھانجا ☆۹: مادری بھانجی۔

امام محمد کے نزدیک اولاً ترکہ عینی وخیفی بہن بھائیوں میں تقسیم کیا جائے گا اس طرح کہ خیفیوں کو ثلث اور عینیوں کو عصبہ ہونے کی وجہ سے باقی ماندہ اور اخ علی، اخت علیہ، عینیوں کی وجہ سے محروم ہونگے، مسئلہ تین سے بنے گا، ایک اخ خیفی واخت خیفیہ کو دیا، دو اخ عینی واخت عینیہ کو دیا، اخ علی واخت علیہ محروم ہیں، اب خیفیوں کا اور عینیوں کا حصہ ان کی فروع میں تقسیم کریں گے لیکن عدد فرع کا لیں گے چونکہ اخت خیفیہ کی فرع دو ہیں تو گویا وہ دو اخت ہوگئیں اب دو اخت وایک اخ میں ایک صحیح تقسیم نہی ہوسکتا تصحیح کی ضرورت ہے رؤس وسہام میں نسبت تباین ہے، کل رؤس (۳) محفوظ، اخت عینیہ اپنی فرع کے تعدد کی وجہ سے

دو متصور ہونگی اور اخ کے برابر متصور ہو گی تقسیم برابر ہو گی لیکن ان کا دو ان کے تین روٗس پر صحیح تقسیم نہیں ہو سکتا روٗس وسہام میں نسبت تباین ہے کل روٗس (۳) محفوظ، دونوں محفوظوں میں تماثل ہے ایک محفوظ کو اصل مسئلہ (۳) میں ضرب دیا تو ۹ ہوئے۔ خیفیوں کے ایک کو مضروب یعنی ۳ میں ضرب دیا تو ان کو تین ملا جو ان کی فروع میں برابر تقسیم کر دیا ایک بھتیجی کو، ایک بھانجی اور ایک بھانجے کو۔ اور عینیوں کے دو کو تین میں ضرب دیا تو ان کو ۶ ملے جو ان کے فروع میں یوں تقسیم کیے: تین بھتیجی کو (باپ کا حصہ جو کہ دو اخت کے برابر تھا) دو بھانجے کو (بھانجی سے دگنا) ایک بھانجی کو (شریفیہ)

ذوی الارحام کی قسم چہارم:

ضابطہ نمبر ۱: اگر انمیں کوئی اکیلا ہو تو سارا مال لے جائے گا۔

مثال: مسئلہ کل مال

پھوپھی
کل مال

ضابطہ نمبر ۲: اگر ایک سے زائد ہوں اور سب کی میت کے ساتھ رشتہ داری برابر ہو (کہ سب باپ کی طرف سے ہوں جیسے پھوپھی اور مادری چچا) کہ دونوں باپ کی طرف سے ہیں یا سب ماں کی طرف سے ہوں (جیسے خالہ) تو ان میں سے جو رشتہ داری میں اقویٰ ہو گا (کہ وہ عینی ہے یا علی ہے) وہ مقدم ہو گا دوسرے پر خواہ وہ اقویٰ مرد ہو یا عورت۔

مثال ۱: مسئلہ کل مال

سگی پھوپھی	خیفی چچا
کل مال	م

مثال ۲: مسئلہ کل مال

علی پھوپھی	خیفی پھوپھی
کل مال	م

مثال ۳:

مسئلہ کل مال	
سگی ماموں	علّی ماموں
کل مال	م

مثال ۴:

مسئلہ کل مال	
عینی خالہ	علّی ماموں
کل مال	م

ضابطہ نمبر ۳: اگر تمام کے تمام اقویٰ قرابت والے ہوں تو پھر مذکروں کو دگنا اور مونثوں کو ایک حصہ دیا جائے گا۔

مثال ۱:

مسئلہ ۳	
چچا حقی	پھوپھی حقی
۲	۱

مثال ۲:

مسئلہ ۳	
سگا ماموں	سگی خالہ
۲	۱

ضابطہ نمبر ۴: اگر قرابت متحد نہ ہو بلکہ بعض باپ کی طرف سے ہوں اور بعض ماں کی طرف سے تو اس وقت قوت قرابت معیار نہ ہوگی بلکہ باپ کی طرف والوں کو دو تہائی اور ماں کی جانب والوں کو ایک تہائی دیا جائے گا۔

مثال:

مسئلہ ۳	
عینی پھوپھی	حقی خالہ
۲	۱

ذوی الارحام کی قسم چہارم کی اولادیں:

ضابطہ نمبر ۱: ان میں جو میت کے زیادہ قریب ہوگا وہ مقدم ہوگا۔

مثال:

مسئلہ کل مال	
العمة	العمة
بنت	بنت
کل مال	بنت
	م

ضابطہ نمبر ۲: اگر قرب میں برابر ہوں اور رشتہ داری کی جانب بھی ایک ہو کہ سب باپ کی طرف سے ہوں یا سب ماں کی طرف سے ہوں، تو اقوی مقدم ہوگا۔

مثال: مسئلہ کل مال

العمۃ العینیہ	العمۃ خیفیہ
بنت	بنت
کل مال	م

ضابطہ نمبر۳: اگر قرب وقوت میں برابر ہوں اور جانب قرابت بھی ایک ہوتو پھر ولد العصبہ مقدم ہوگا۔

مثال: مسئلہ کل مال

سگا چچا	سگی پھوپھی
بنی	بیٹا
کل مال	م

(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

باب الخنثیٰ

جس کی فرج وذکر دونوں ہوں وہ خنثیٰ ہے اگر صرف ذکر سے پیشاپ آئے تو مرد اور اگر صرف فرج سے آئے تو عورت ہے اگر دونوں سے پیشاب کرے اور کسی سے پیشاب پہلے نہ آئے بلکہ دونوں سے برابر اور ایک ہی وقت میں آئے تو وہ خنثیٰ موقوف ہے یہ علامات بلوغ سے پہلے کی ہیں اگر بلوغ کے بعد داڑھی آئے یا عورت سے جماع کرے یا احتلام آئے اور منی ذکر سے نکلے تو مرد ہے اور اگر عورتوں کی طرح پستان ابھریں یا حیض آئے یا حمل ہو یا اس سے جماع کیا جائے تو عورت ہے اور اگر مرد وعورت والی یہ ساری علامات اس میں موجود ہوں کہ داڑھی ہو پستان بھی ہوں جماع بھی کرے اور اس سے کیا بھی جائے تو وہ خنثیٰ مشکل محکم ہے اور یہاں خنثیٰ سے مراد بھی یہی (مشکل محکم) ہے۔

حکم خنثیٰ: نمبر۱: خنثیٰ کو ایک بار مرد مان کر مسئلہ بنایا جائے ایک بار عورت فرض

کر کے، اگر ان میں سے کسی صورت میں محروم ہو تو اس کو محروم کیا جائے گا۔

مثال:

مسئلہ۴ - (ذکورت)

زوجہ	ابن الاخ العینی	ولد الاخ العینی (خنثیٰ)
۱	۳	

مسئلہ۴ - (انوثت)

زوجہ	ابن الاخ العینی	ولد الاخ العینی
۱	۳	م

اب اگر ولد الاخ العینی (جو کہ خنثیٰ ہے) کو مرد مانیں تو وہ میت کے دوسرے بھتیجے کے ساتھ مل کر بقیہ تین حصوں میں سے ڈیڑھ لے گا اور اگر عورت مانیں تو ذی رحم ہونے کی وجہ سے محروم ہوگی تو ہم اس کو عورت فرض کر کے ترکہ سے محروم کریں گے۔

نمبر۲: اگر خنثیٰ ذکورت و انوثت میں سے کسی صورت میں محروم نہیں ہوتا تو پھر جس صورت میں اسے کم حصہ ملتا ہے اسی صورت کو لیا جائے گا۔

مثال:

مسئلہ۵ - (ذکورت)

ابن	بنت	خنثیٰ
۲	۱	۲

مسئلہ۴ - (انوثت)

ابن	بنت	خنثیٰ
۲	۱	۱

اب صورت انوثت میں وہ بنت ہوگا دوسری بنت کے برابر یعنی ایک حصہ لے گا جبکہ ابن فرض کرنے کی صورت میں بنت سے دگنا یعنی دو لے گا اسی لیے اس کو بنت فرض کر کے ایک حصہ دیں گے۔

مسئلہ۶ - (ذکورت)

زوج	ام	اخت خیفیہ	خنثیٰ علی
۳	۱	۱	۱

مسئلہ۶ بعد العول ۸ - (انوثت)

زوج	ام	اخت خیفیہ	خنثیٰ علی
۳	۱	۱	۳

اب اس کو صورتِ ذکورت میں کم ملتا ہے کہ ایک اخ علی مفروض ہوگا جو عصبہ ہونے کی وجہ سے باقی ماندہ (ایک) لے جائے گا اور صورتِ انوثت میں اخت علیہ متصور ہوگا جسکا حق نصف ہے یعنی تین تو مسئلہ میں عول ہوگا چھ سے آٹھ کی طرف، لہٰذا ہم اس کو مرد مان کر ایک حصہ دیں گے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

اللہ رب العزت کے فضل کرم سے آج (بعد نمازِ فجر ۲ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ بروز اتوار)
یہ رسالہ اختتام کو پہنچا مولیٰ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور میرے لیے
میرے والدین کریمین کے لیے، اور میرے اساتذہ کرام کیلیے اس کو ذریعہ
مغفرت وترقی درجات بنائے اور طلباء کے لیے اس کو نافع بنائے (آمین)

والحمد لله اولا وآخرا ، والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله دائماً ابداً۔

پرچہ جات

پرچہ نمبر ۱:

سوال نمبر ۱: ام کے کتنے حالات ہیں؟ ہر حالت مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب: ماں کے تین حال ہیں؛ ☆ **۱:** اس کا سدس ہے جبکہ میت کی اولاد (بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا پوتی) ہو۔

امثلہ:
- میت مسئلہ ۶ — ام ۱، ابن ۵
- میت مسئلہ ۶ — بنت ۳، ام ۱، عم ۲
- میت مسئلہ ۶ — ام ۱، ابن الابن ۵

☆ **۲:** اس کا سدس ہے جبکہ میت کی ایک سے زیادہ عینی یا علاتی یا اخیافی یا مخلوط بھائی بہن ہوں، اس کی اکیس مثالیں اور صورتیں بنتی ہیں۔

(۱) میت — ام، اخ عینی، اخ عینی

(۲) میت — ام، اخ علی، اخ علی

(۳) میت — ام، اخ خیفی، اخ خیفی

(۴) میت — ام، اخ عینی، اخ علی

(۵) میت — ام، اخ عینی، اخ خیفی

(۶) میت — ام، اخ علی، اخ خیفی

(۷) میت — ام، اخت عینیہ، اخت عینیہ

(۸) میت — ام، اخت علیہ، اخت علیہ

(۹) میت — ام، اخت خیفیہ، اخت خیفیہ

(۱۰) میت — ام، اخت عینیہ، اخت علیہ

(۱۱) میت — ام، اخت عینیہ، اخت خیفیہ

(۱۲) میت — ام، اخت علیہ، اخت خیفیہ

(۱۳) میت — ام، اخ عینی، اخت علیہ

(۱۴) میت — ام، اخ عینی، اخت عینیہ

(۱۵) میت — ام، اخ عینی، اخت خیفیہ

(۱۶) میت — ام، اخ علی، اخت عینیہ

(۱۷) میت — ام، اخ علی، اخت علیہ

(۱۸) میت — ام، اخ علی، اخت خیفیہ

(۱۹) میت — ام، اخ خیفی، اخت عینیہ

(۲۰) میت — ام، اخ خیفی، اخت علیہ

(۲۱) میت — اخ خیفی، اخت خیفیہ

☆ ۲: ماں کا ترکہ ثلث ماقی (زوج یا زوجہ کو حصہ دینے کے بعد بقیہ مال کی تہائی) اور اس کی صرف دو صورتیں ہیں یعنی ماں ثلث ماقی صرف دو مسئلوں میں لے گی۔

نمبر۱: میت مسئلہ ۶

زوج	ام	اب
۳	۱	۲

یعنی ورثاء میں صرف ماں، باپ اور خاوند ہوں۔ اس صورت میں خاوند کا حصہ نصف (۳) نکال کر بقیہ مال (۳) کا ثلث (۱) ماں کو دیں گے۔

نمبر۲: ورثاء میں صرف ماں، باپ اور زوجہ ہوں تو زوجہ کا حصہ یعنی ربع (۳) نکال کر بقیہ مال (۹) سے ماں کو ثلث دیں گے۔

مثال:[۱۳] میت مسئلہ ۱۲

زوجہ	ام	اب
۳	۳	۶

☆ ۳: ثلث کل؛ جبکہ ماں کی اول ودوم حالتوں میں سے کوئی نہ ہو۔

امثلہ: میت مسئلہ ۳

ام	عم
۱	۲

میت مسئلہ ۳

ام	اخ
۱	۲

میت مسئلہ ۶

زوج	ام	عم
۳	۲	۱

میت مسئلہ ۳

اب	ام	اخ
۲	۱	م

فائدہ: ماں کسی حالت میں بھی محروم نہیں ہوتی ہے۔

فائدہ: ماں کا حصہ باپ کے حصے سے کبھی زیادہ نہیں ہوتا، ہاں کبھی ماں کا حصہ دادے کے حصے سے بڑھ جاتا ہے۔ کمالی شرح سراجی ص ۳۷ و عمدۃ الفرائض

---

[۱۳] اکثر شراح سراجی نے اس صورت میں مسئلہ ۴ سے بنایا ہے بنا بریں کہ ماں کا ثلث ماقی حقیقت میں ربع ہے لیکن سید علیہ الرحمۃ کی تحقیق کے مطابق مسئلہ ۱۲ سے بنے گا، ہم نے بھی سید کی اتباع کی ہے۔ دیکھیے شریفیہ ص ۳۱ مع حاشیہ ۱۱۔

سوال نمبر۲: عول کی تعریف کرتے ہوئے یہ تحریر فرمائیں کہ مخارج سبعہ میں سے کون کون سے مخارج میں عول ہوتا ہے اور کون کون سے مخارج میں عول نہیں ہوتا، عول کی کوئی مثال ضرور لکھیے۔

جواب: عول کا لغوی معنیٰ ہے ظلم کرنا، غلبہ کرنا، بلند ہونا، زیادتی وظلم کی طرف مائل ہونا۔ شرعی معنیٰ: جب مخرج ادائے سہام سے تنگ ہو تو مخرج پر اس کے اجزاء سے کچھ زیادہ کیا جائے۔

تفصیل: بعض اوقات ورثاء کے حصص مخرج سے زیادہ ہو جاتے ہیں اور مخرج تنگ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مخرج میں اضافہ کر کے اس کو حصص کے برابر کیا جاتا ہے، اس عمل سے ورثاء پر سختی وظلم ہوتا ہے کہ ان کے حصے اب (بعد العول) پہلے (قبل العول) سے کم ہو گئے ہیں۔

کل مخارج: کل مخارج سات ہیں: ۲، ۴، ۸، ۳، ۶، ۱۲، ۲۴۔

جن مخارج میں عول نہیں ہوتا: سات میں سے چار مخارج میں عول کبھی نہیں ہوتا، وہ چار یہ ہیں: ۲، ۳، ۴، ۸۔

جن مخارج میں عول ہوتا ہے: بقیہ تین مخارج میں عول ہوتا ہے جو یہ ہیں: ۶، ۱۲، ۲۴۔ چھ میں دس تک عول ہو سکتا ہے، طاق بھی (یعنی سات، نو) اور جفت بھی (یعنی آٹھ، دس) تو چھ کا عول ۷، ۸، ۹، ۱۰ سب آ سکتے ہیں۔

چھ کا عول سات آنے کی مثال: مسئلہ ٦ بعد العول ٧

زوج	اختین علیتین
۳	۴

توضیح مثال: اس مثال میں زوج کا نصف، اختین علیتین کا ثلثان، نصف جب ثلثان سے ملا تو مخرج ٦ بنا، جس کا نصف (۳) زوج کو دیا اور ٦ کا ثلثان (۴) اختین کو دیا تو اب ورثاء کے کل حصے سات ہیں جبکہ مخرج ٦ ہے جو سات حصے ادا کرنے سے قاصر ہے، جب مخرج میں ایک جز یعنی ایک کی زیادتی کی تو اب مخرج سات ہوگیا جو حصص کے برابر ہے۔

چھ کا عول ۸ آنے کی مثال: میت مسئلہ ٦/۸

زوج	اختین عینیتین	ام
۳	۴	۱

چھ کا عول ۹ آنے کی مثال: میت مسئلہ ٦/۹

زوج	اختین عینیتین	اختین خیفیتین
۳	۴	۲

چھ کا عول ۱۰ آنے کی مثال: میت مسئلہ ٦/۱۰

زوجین	اختین علیتین	اختین خیفیتین	ام
۳	۴	۲	۱

۱۲ کا عول: ۱۲ کا عول سترہ تک آتا ہے لیکن صرف طاق یعنی ۱۳، ۱۵ اور ۱۷ تو ۱۲ کا عول کبھی ۱۳، کبھی ۱۵ اور کبھی سترہ آتا ہے۔ ۱۲ کا عول جفت یعنی ۱۴ اور ۱٦ نہیں ہوتا۔

۱۲ کا عول ۱۳ آنے کی مثال: میت مسئلہ ۱۲/۱۳

زوجہ	اختین عینیتین	ام
۳	۸	۲

فائدہ: سب سے پہلے عول کا حکم اور اس کے ساتھ فیصلہ کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا گیا

کہ یا ابن عباس من اول من اعال الفرائض قال عمر۔ سنن بیہقی ص ۲۵۳ ج ۶ شریفیہ ص ۵۵ پر ہے واول من حکم بالعول عمر۔

فائدہ: عول سے پہلے والا مخرج کالعدم ہوتا ہے اور بعد العول حاصل ہونے والا مخرج ہی معتبر ہوتا ہے اور جمیع احکام کا تعلق بھی اسی مخرج (عولی) کے ساتھ ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۶: تخارج سے کیا مراد ہے؟ اس پر سیر حاصل شذرہ تحریر کریں۔

جواب: تخارج کا لغوی معنیٰ: آپس میں تقسیم کرنا، اور اصطلاحی معنیٰ یہ ہے؛ مصالحة الورثة علیٰ اخراج بعض منهم بشئ معین من التركة ـ (التعریفات ص ۲۴)

تفصیل: ایک وارث باقی ورثاء کے ساتھ اس بات پر مصالحت کرے کہ مجھے میت کے ترکہ سے فلاں معین چیز (جو اس کے حصے سے کم ہو) دے دو میں ترکہ سے اور کچھ نہ لوں گا، یہ (مصالحت) چند شرائط کے ساتھ جائز ہے جن کی تفصیل درِمختار ص ۵۳۶ ج ۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل جوازِ تخارج: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں تھیں جن کو آپ کے ترکہ سے ثمن ملنا تھا اور وہ اس ثمن کو آپس میں تقسیم کرتیں ان چار میں سے ایک (تُماضر) ساتھ باقی ورثاء نے اس پر مصالحت کی کہ ورثاء اس کو چوراسی ہزار درہم یا دینار (۸۴۰۰۰) دیتے ہیں وہ ترکۂ میت سے اپنا حصہ نہ لے اور اس کو ترک کر دے۔ چنانچہ حضرت عبد الرحمٰن کی بیوی نے

ترکۂ میت سے اپنا حصہ (آٹھویں حصے کا ربع) ترک کر کے ورثاء سے ۸۴۰۰۰ ہزار لے کر مصالحت کر لی اور یہ مصالحت صحابہ کرام کی موجودگی میں ہوئی اور اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

تخارج میں تقسیم کا طریقہ: مسئلہ بناتے وقت مصالح (صلح کنندہ) کو ورثاء میں شامل کر کے اس کا حصہ نکال لیں گے پھر مصالح کے حصہ کو نکال کر اور ختم کر کے باقی ترکہ (یعنی مصالح کی معین چیز جو لے کر اس نے صلح کی ہے کو ترکہ سے نکالنے کے بعد جو ترکہ بچا ہے) بالفاظِ دیگر بدل صلح نکالنے کے بعد باقی ترکہ ورثاء پر ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کریں گے، اب بھی ان کے اتنے ہی سہام ہونگے جو مصالح کا حصہ نکالنے سے قبل تھے، بعد اخراج المصالح وسہمہ مسئلہ بقیہ ورثاء (مصالح کے سوا) کے سہام سے بنائیں گے اس طرح کہ گویا مصالح ورثاء میں شامل ہی نہیں ہے۔

مثال نمبرا تخارج — میت، مسئلہ ۶ بعد الخروج ۳

زوج	ام	عم
۳	۲	۱

اور مصالح (زوج) کو اور اس کے حصے کو ورثاء سے خارج کرنے کے بعد صورت مسئلہ یوں ہوگی۔

میت، مسئلہ ۳

زوج	ام	عم
×	۲	۱

توضیح مثال: اب اس مثال میں زوج نے مہر کے ساتھ صلح کی ہے کہ میری بیوی (جو کہ مورثہ) ہے کا مہر جو میرے ذمہ ہے اور اس کے مرنے کے بعد وہ مہر

اس کے ورثاء میں بطور وراثت تقسیم ہوگا، وہ مہر مجھ سے نہ لو میں بیوی کے ترکہ سے کچھ نہ لوں گا، اس پر ورثاء نے اس کے ساتھ صلح کر لی تو اب مسئلہ بناتے وقت ہم مصالح یعنی زوج کو ورثاء میں شامل کر کے اس کا حصہ (نصف) نکالیں گے اور دیگر ورثاء کے حصص بھی بنائیں گے کہ ام کا ثلث کل اور عم عصبہ ہے تو مسئلہ ۶ سے بنے گا، ۳ زوج کو، ۲ ام کو اور ۱ عم کو اب زوج جو کہ مصالح ہے کو مع حصہ گرادیں گے اور بدل صلح نکال کر بقیہ مال مصالح کے سوا باقی ورثاء (ام، عم) پر ان کے سابقہ حصص کے مطابق تقسیم کریں گے کہ ام کے دو، عم کا ایک، لہٰذا اب مسئلہ ان کے سہام (۳) سے بنے گا۔

اعتراض: ایسے کیوں نہیں کرتے کہ مسئلہ بناتے وقت زوج کو معدوم فرض کرو اور مسئلہ اس طرح بناؤ کہ گویا زوج ورثاء میں ہے ہی نہیں، اولاً زوج کو ورثاء میں شامل کرنا پھر اس کو کچھ دیے بغیر (سوی بدل صلح کے) خارج کر دینے میں فائدہ کیا ہے؟

جواب: مثال مذکور میں زوج کو ورثاء میں شامل کرنے سے ماں کو قاعدہ کی رو سے ثلث کل ملتا ہے جو صورت مذکورہ میں دو ہے اور زوج کو معدوم ماننے کی صورت میں ماں کو ثلث ماںقی یعنی ایک ملتا ہے کیونکہ زوج کو معدوم ماننے کی صورت میں وارث صرف دو ہونگے؛ ایک ام، دوم عم۔ ام کا ثلث، اور عم عصبہ ہے تو مسئلہ ۳ سے بنے گا جس کا ثلث (۱) عم کو اور باقی (۲) عصبہ (عم) کو ملیں

گے تو اب ماں کا حصہ کم ہوتا ہے اور یہ (ماں کے حصے کا بدلنا) خلاف اجماع ہے اس لیے زوج کو مسئلہ بناتے وقت موجود فرض کریں گے تا کہ ام اپنا حصہ پورا وصول کر لے۔ (حاشیہ۵ سراجی ص۲۸، شیخ الاسلام شرح سراجی ص۶۲)

مثال نمبر۲ تخارج: میـ مسئلہ۸/تصحیح مسئلہ۳۲/ بعد الخروج ۲۵

زوجہ	ابن ص	ابن	ابن	ابن
۱ / ۴	۷	۷	۷	۷

اس صورت میں چار ابن میں سے پہلا (جس پر ص کا نشان ہے) مصالح ہے۔

مثال نمبر۳ تخارج: میـ مسئلہ۶ بعد العول ۸ بعد الخروج ۵

زوج	اخت عینیہ ص	اخت خیفیہ	اخت علیہ
۳	۳	۱	۱

اس مسئلہ میں اخت عینیہ نے صلح کی ہے۔

سوال نمبر۳: زوج، اب، ام، بنات میت، متروکہ ان ورثاء پر کس طرح تقسیم ہوگا، حصص کا تعین فرمائیں۔

جواب: مذکورہ ورثاء کے حصص: زوج کا ربع، اب کا سدس مع التعصیب، ام کا سدس اور بنات کا ثلثان۔ مسئلہ بنے گا ۱۲ سے پھر عول ہوگا، بعد العول مسئلہ ۱۵ سے بنے گا۔ ۱۲ کا ربع (۳) زوج کو، ۱۲ کا سدس (۲) ام کو، ۱۲ کا سدس (۲) اب کو ۱۲ کا ثلثان (۸) بنات کو۔

صورت یوں ہے [۱۴] میـ مسئلہ۱۲ بعد العول ۱۵

زوج	اب	ام	۴ بنات
۳	۲	۲	۸

[۱۴] اس مسئلہ میں چونکہ عول ہوتا ہے اور عولی مسئلہ میں عصبہ کو کچھ نہیں ملتا کیونکہ کچھ نہیں بچتا (بعد ادائے حصص بلکہ حصص پورے نہیں ہوتے، اس لیے اب بحیثیت عصبہ کچھ نہ لے گا کیونکہ بچا کچھ نہیں ہے، ۱۲

سوال نمبر۵: عددین کے درمیان کون کون سی نسبت پائی جاتی ہے ان نسبتوں کومع امثلہ اختصار کے ساتھ بیان فرمائیے۔

جواب: کوئی سے دو عدد لو، ان کے درمیان ان چار نسبتوں میں سے کوئی ایک ضرور ہوگی؛ تماثل، تداخل، توافق اور تباین۔

تماثل: وہ نسبت ہے جو دو برابر و مساوی عددوں کے درمیاں ہوتی ہے جیسے دو،دو چار، چار۔

تداخل: وہ نسبت جو ایسے دو عددوں کے درمیان ہوتی ہے جو کم وبیش ہوں اور کم کو زیادہ سے ایک یا زیادہ بار تفریق کریں تو وہ زیادہ عدد ختم ہو جائے، جیسے چار اور آٹھ، کہ ان میں تداخل ہے کہ یہ دو کم وبیش عدد ہیں اور کم عدد (چار) کو زیادہ عدد (۸) سے جب دو بار تفریق کریں اور نکالیں تو زیادہ عدد (۸) ختم ہو جاتا ہے۔اور جیسے ۴ اور ۱۲، کہ ۴ کو جب ۱۲ سے ۳ بار تفریق کریں تو ۱۲ ختم ہو جاتا ہے۔

توافق: ایسے دو عددوں کے درمیان نسبت ہے جو کم وبیش ہوں اور کم کو زیادہ سے ایک یا زیادہ بار جب تفریق کریں تو باقی ایسا عدد بچے جو دونوں (کم وبیش عدد) کو ختم کر دے۔جیسے ۶ اور ۱۰، کہ ۶ کو ۱۰ سے جب ایک بار تفریق کریں تو باقی ۴ بچتا ہے اور اس ۴ کو ۶ سے تفریق کریں تو ۲ باقی رہتا ہے اب یہ (۲) ۶ اور ۱۰ دونوں کو ختم کر دیتا ہے۔اور جیسے ۲۴ اور ۲۰ کہ ۲۰ کو ۲۴ سے ایک بار نکالنے کے بعد ۴ باقی رہتا ہے جو ۲۴ اور ۲۰ دونوں کو ختم کر دیتا ہے۔

تباین: وہ نسبت جو ان دو عددوں کے درمیان ہو جو کم وبیش ہوں اور کم کو زیادہ سے ایک یا زیادہ بار تفریق کرنے کے بعد صرف ایک باقی رہے، جیسے ۱۰ اور ۱۱ کہ

۱۰ اکو ۱۱ سے ایک بار تفریق کریں تو باقی ایک بچتا ہے اور جیسے ۱۰ اور ۱۰۱، کہ ۱۰ اکو ۱۰۱ سے دس بار نکالیں تو باقی صرف ایک بچتا ہے۔

فائدہ: ایک کو ہر عدد کے ساتھ تباین کی نسبت ہے مثلاً ایک اور ۹، کہ ایک کو ۹ سے ۸ بار تفریق کرنے کے بعد باقی ایک رہتا ہے اور جیسے ایک اور ۳، کہ ایک کو ۳ سے دو بار تفریق کرنے کے بعد ایک باقی رہتا ہے۔

سوال نمبر ۴: مقاسمۃ الجد سے کیا مراد ہے؟ اور اس سلسلے میں صحابہ کرام کے باہمی اختلاف کی بنیاد پر امام اعظم، صاحبین، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کا اختلاف واضح کرتے ہوئے مفتیٰ بہ قول کی نشاندہی کریں۔

جواب: **مقاسمۃ الجد سے مراد:** مراد بتانے سے قبل چند تمہیدی فوائد ذکر کیے جاتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۱: مادری بہن بھائی یعنی اخیافی، باپ و دادا دونوں کی موجودگی میں بالاجماع محروم ہوتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۲: سگے بہن بھائی (اعیانی) اور پدری بہن بھائی (علاتی) باپ کی موجودگی میں بالاجماع محروم ہوتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۳: سگے اور پدری بہن بھائی دادے کی موجودگی میں صاحبین کے نزدیک محروم نہیں ہوتے اور امام صاحب کے نزدیک محروم ہوتے ہیں تو اب مقاسمۃ الجد کا مطلب یہ ہے کہ دادا کا سگے بہن بھائیوں (اعیانی) اور پدری بہن بھائیوں (علاتی) کے ساتھ مل کر ترکے اور وراثت کو تقسیم کرنا یعنی ایک میت کے ورثاء میں دادا اور اعیانی وعلاتی بہن بھائی ہیں تو ان (دادا اور بھائیوں) میں ترکہ

کیسے تقسیم ہوگا، تو مقاسمۃ الجد کے باب میں تقسیمِ ترکہ کے طریقے بیان ہوتے ہیں اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ اس مسئلہ کو مقاسمۃ الجد (دادے کا میت کے عینی وعلاتی بہن بھائیوں کے ساتھ ترکہ کو تقسیم کرنا) کا نام دینا صاحبین کے مذہب پر مبنی ہے کیونکہ امام صاحب کے نزدیک تو یہ دادے کی موجودگی میں وارث ہی نہیں بنتے بلکہ محروم ہوتے ہیں پھر دادا ان کے ساتھ ترکہ کی تقسیم کیا کرے گا۔

ختلاف: حضرت ابوبکر صدیق، ابن عباس، ابن زبیر، ابن عمر، حذیفہ بن یمان، ابوسعید خدری، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابوموسیٰ اشعری، ابوھریرہ، عمران بن حصین، عبادہ بن صامت، سیدہ عائشہ اور امام ابوحنیفہ وغیرہ رضوان اللہ علیہم کے نزدیک سگے اور پدری بہن بھائی دادے کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں۔ حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، امام مالک، امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک بنوالاعیان والعلات (میت کے سگے و پدری بہن بھائی) دادے کی موجودگی میں محروم نہیں ہوتے بلکہ ترکہ میت سے حصہ لیتے ہیں [۱۵]

مفتیٰ بہ قول: (سراجی ص۲۹) و (درمختار ص۱۵۵ ج۵) و (شریفیہ ص۸۲) میں ہے کہ فتویٰ امام ابوحنیفہ کے قول پر ہے، شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط میں کہا کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے [۱۶]

طریقۂ تقسیم: حضرت زید بن ثابت کے نزدیک دادا سگے و پدری بھائی بہنوں کے ساتھ ترکہ کیسے تقسیم کرے گا تو حضرت زید کے اصول کے مطابق تقسیم درج

---

[۱۵] واضح رہے کہ حضرت زید، جناب علی اور حضرت ابن مسعود کے نزدیک دادے اور سگے و پدری بہن بھائیوں کے درمیان تقسیم ترکہ کے طریقے الگ الگ ہیں۔ تفصیل کے لیے شریفیہ دیکھیں۔۱۲

[۱۶] لیکن علامہ شامی نے کہا لکن المتون علی قول الامام۔۱۲ ردالمحتار ص۵۵۲ ج۵

ذیل طریقوں پر ہوگی، صاحبین کے نزدیک بھی تقسیم انہی طریقوں پر ہوگی۔ دادے کے سگے و پدری بہن بھائیوں کے ساتھ ملنے کی عقلاً چھ صورتیں بنتی ہیں:

☆۱: دادے کے ساتھ سگے بہن بھائی ہوں کوئی اور ذی فرض بھی ہو۔

☆۲: دادے کے ساتھ صرف سگے بہن بھائی ہوں کوئی اور ذی فرض نہ ہو۔

☆۳: دادے کے ساتھ صرف پدری بھائی بہن ہوں کوئی اور ذی فرض بھی ہو۔

☆۴: دادے کے ساتھ صرف پدری بھائی بہن ہوں اور کوئی ذی فرض نہ ہو۔

☆۵: دادے کے ساتھ دونوں (سگے و پدری بہن بھائی) ہوں اور کوئی ذی فرض بھی ہو۔

☆۶: دادے کے ساتھ دونوں ہوں اور کوئی ذی فرض نہ ہو۔ صورت نمبر ۲، ۴، ۶ میں مقاسمہ [لے] اور تمام ترکہ کی تہائی، ان دو صورتوں میں سے دادا کے لیے جو صورت بہتر ہو وہی اختیار کی جائے۔

مقاسمہ کے بہتر ہونے کی مثال:

مسئلہ ۲

جد	اخ
۱	۱

اب اگر جد مقاسمہ کرے تو اس کو نصف ملے گا اور اگر جمیع ترکہ کا ثلث لے تو اس کو نصف سے کم ملے گا کیونکہ ۲ کا نصف ایک ہے اور ۲ کا ثلث ایک سے کم ہے، لہٰذا مذکورہ صورت میں جد کے لیے مقاسمہ بہتر ہے۔

ثلث جمیع المال کے افضل ہونے کی مثال:

مسئلہ ۴

جد	۳ اخ

[لے] مقاسمہ یہ ہے کہ جد کو ایک بھائی شمار کر کے ایک بھائی جتنا حصہ دیا جائے اور ایک بھائی کا حصہ دو بہنوں کے برابر ہوگا۔ اگر ورثاء میں صرف دادا اور سگے و پدری بہن بھائی ہیں تو دادا اور بھائیوں کو دو دو بہنوں کے برابر شمار کر کے مسئلہ ان کے رؤس سے بنایا جائے گا۔

مثال یہ ہے:

مسئلہ ۵

جد	اخ عینی	اخت علیہ
۲	۳	۴

اب اگر جد مقاسمہ کرے تو اس کو ربع ملے گا جو کہ ایک (۱) ہے، اگر ثلث جمیع المال لے تو اس کو ربع سے زائد ملے گا کیونکہ جمیع مال ۴ حصے ہیں جس کا ثلث ایک سے زائد ہے لہٰذا اس صورت میں دادے کے لیے ثلث جمیع مال افضل ہے۔ صورت ۱، ۳، ۵ میں جو ذی فرض ہوں ان کو ان کا حصہ دے کر دادا کے لیے ان تینوں (مقاسمہ، ذوی الفروض کو ان کا حصہ دیکر بقیہ ترکہ کی تہائی، کل ترکہ کا چھٹا حصہ) میں سے جو بہتر ہو وہی دیا جائے۔

سدس کے بہتر ہونے کی مثال: میـ مسئلہ ۱۲ بعد العول ۱۳

جد	زوج	بنت	ام	اخت عینیہ
۲	۳	٦	۲	۰

وضاحت کے لیے سراجی ص ۱۳۱ حاشیہ نمبر ۷ دیکھیں۔

مقاسمہ کے افضل ہونے کی مثال: میـ مسئلہ ۲ بعد التصحیح ۴

زوج	جد	اخ
$\frac{1}{2}$	۱	۱
	$\frac{1}{2}$	

وضاحت کے لیے ص ۱۳۱ حاشیہ نمبر ۲ دیکھیں۔

ثلث مابقی کے افضل ہونے کی مثال: میـ مسئلہ ٦ بعد التصحیح ۱۸

جد		جدہ	اخ	اخ	اخت
۵	(۵)	$\frac{1}{3}$	۴	۴	۲

اس مثال کی وضاحت کے لیے سراجی ص ۱۳۱ حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

فائدہ: مقاسمۃ الجد کے مسئلہ میں امام احمد کا مذہب امام مالک والا ہے۔

(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

پرچہ نمبر۲

سوال نمبر۲: علم الفرائض کی تعریف، غرض اور موضوع تحریر کریں نیز علم الفرائض کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''فانہا نصف العلم'' فرمایا، اس کی تاویل وتوجیہ بیان کریں۔

جواب: **علم الفرائض کی تعریف؛** علم باصول من فقه وحساب يعرف بها حق كل واحد من التركة۔

موضوع: ترکات [۱۸]

غرض وغایت: ايصال الحقوق الىٰ اربابها۔

واضع: مجتہدین کرام۔

نصف العلم کہنے کی وجہ: ☆۱: انسان کی دو حالتیں ہیں ایک حیات اور دوسری ممات اور یہ علم ممات سے تعلق رکھتا ہے جبکہ دوسرے علوم حیات سے۔

☆۲: اس علم میں رغبت وشوق دلانے کے لیے اس کو نصف العلم فرمایا، شیخ الاسلام نے اسی وجہ کو اختیار کیا اور دیگر وجوہ پر اعتراضات کیے۔ دیکھیے شیخ الاسلام شرح سراجی ص۳۔

فائدہ: (حدیث تعلموا الفرائض............آہ کی تخریج) قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا ابا هريرة تعلموا الفرائض وعلموها فانه نصف العلم وهو ينسأ وهو اول شئ ينزع من امتى۔ ابن ماجہ ص۱۹۹۔

---

[۱۸] اکثر علماء نے علم فرائض کا موضوع صرف ترکہ لکھا ہے لیکن شیخ الاسلام نے شرح سراجی (۳) میں اس پر اعتراض کیا ہے، انھوں نے کہا کہ علم فرائض کا موضوع یہ ہے: افعال المكلفين من الضرب والقسمة والتصحيح وغير ذلك من حيث يتعلق لها الاحكام۔۱۲

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے حفص بن عمر جو کہ متروک ہے
الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی ص۲۰۹ ج۶ التیسیر شرح جامع صغیر ص۴۵۱ ج۱۔
یہ حدیث ترمذی میں یوں ہے: عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تعلموا الفرائض والقرآن وعلموالناس فانى مقبوض۔ ترمذی نے کہا اس حدیث میں اضطراب ہے۔ ترمذی ص۲۹ ج۲۔

فائدہ: حدیث مذکور میں فرائض سے مراد بقول بعض علم میراث ہے اور بقول بعض جمیع اشیاء جن کی معرفت بندوں پر واجب ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا: والصواب ان المراد منها (الفرائض) الفرائض اللتى فرضها الله علىٰ عباده۔ لمعات شرح مشکوٰۃ ص۲۹۱ ج۱۔

فائدہ: علم فرائض کو علم میراث اور علم الترکہ بھی کہا جاتا ہے۔ مسائل میراث جاننے والے کو فرضی، فارض اور فراض کہا جاتا ہے [19]

فائدہ: امت محمدیہ علىٰ نبيها افضل الصلوات واكمل التسليمات میں علم میراث کے سب سے بڑے عالم حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سنن بیہقی ص۲۱۰ ج۶ پر ہے: عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ارحم امتى ابو بكر واشدهم فى دين الله عمر واصدقهم حياء عثمان وافرضهم زيد واقرء هم ابى واعلمهم بالحلال والحرام معاذ وان لكل امة امينا وامين هذه الامة ابو عبيدة بن الجراح ۔اسی سنن ص۲۱۲ ج۶ پر ہے عن الشعبى قال علم زيد بن ثابت بخصلتين بالقرآن وبالفرائض۔

---

[19] شامی ص۵۳۴ ج۵۔ التعریفات ص۹۷۔ مرقات الفرائض ص۷ ۔۱۲

سوال نمبر۴: اولادام (اخیافی بہن بھائی) کے حالات مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب: اخیافی بہن بھائیوں کے تین حال ہیں۔

☆ ۱: اگر ایک ہو خواہ بھائی ہو یا بہن اس کو سدس ملے گا۔

مثال:

میت مسئلہ ۶

اخ خیفی	اخ عینی
۱	۵

میت مسئلہ ۶

اخت خیفیہ	عم
۱	۵

☆ ۲: اگر ایک سے زائد ہوں خواہ صرف بھائی ہوں یا بہنیں یا ملے جلے، ان کے لیے ثلث ہے، مذکر ومؤنث تقسیم برابر کریں گے کہ اگر بھائی بہن ملے جلے ہوں تو بہن بھائیوں کے برابر حصہ لے گی، للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم نہ ہوگی۔

مثال:

میت مسئلہ ۳ بعد التصحیح ۶

۲ اخ خیفی	عم
$\frac{۱}{۲}$	$\frac{۲}{۴}$

میت مسئلہ ۳ بعد التصحیح ۶

۲ اخت خیفیہ	عم
$\frac{۱}{۲}$	$\frac{۲}{۴}$

میت مسئلہ ۳ بعد التصحیح ۶

اخ خیفی	اخت خیفیہ	عم
۱ (مشترک)		$\frac{۲}{۴}$
۱	۱	

☆ ۳: میت کی اولاد یا پوتے پوتیاں نیچے تک، باپ، دادا یا ان میں سے کوئی ایک موجود ہو تو اخیافی بہن بھائی محروم ہیں۔

مثال:

میت مسئلہ کل مال

اب	اخ خیفی
کل مال	م

میت مسئلہ کل مال

جد	اخت خیفیہ
کل مال	م

میت مسئلہ کل مال

ابن	اخ خیفی	اخت خیفیہ
کل مال	۔	م

ماخوذ از تعلیم الفرائض ص ۱۶، ۲۰ و حاشیۃ الاوبندی ص ۱۰

سوال نمبر ۶: مرحوم کے فقط دو بیٹے اور ایک بیٹی وارث ہے جائداد کس طرح تقسیم ہوگی؟

جواب: اس صورت میں چونکہ میت کا بیٹا بھی بیٹی کے ساتھ موجود ہے لہذا بیٹی عصبہ بن جائے گی اور دو بیٹوں و ایک بیٹی کے درمیان ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم ہوگا اور مسئلہ ان کے رؤس سے بنے گا، مذکر کو مؤنث کا دگنا شمار کریں گے تو مسئلہ پانچ سے بنے گا لہذا ترکہ کے پانچ حصے ہونگے، چار ۲ ابن کو اور ایک بنت کو۔

صورت یہ ہے:

ابن	ابن	بنت
۲	۲	۱

میت مسئلہ ۵

سوال نمبر ۵: بنات کے ساتھ بنات الابن کو سدس ملتا ہے اسکی علت بیان فرمائیں۔

جواب: بنات (میت کی ایک سے زائد بیٹیوں) کا حق ثلثان ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے: وان کن نساء فوق اثنتین فلهن ثلثا ما ترك ۔ جب میت کی ایک بیٹی موجود ہو تو وہ نصف لیتی ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے: وان كانت واحدة فلها النصف ۔ اب ایک بیٹی نے جب نصف لیا تو بنات کے حق سے سدس باقی بچتا ہے جو بنات الابن کو دیا جاتا ہے تاکہ ثلثان (جو بنات کا حق ہے) مکمل ہوجائے اور سدس جب نصف کے ساتھ مل جائے تو ثلثان مکمل

ہوجاتا ہے [۲۰]

تنبیہ: سوال کی اس عبارت (بنات کے ساتھ بنات الابن کو سدس ملتا ہے) سے وہم ہوتا ہے کہ میت کی ایک سے زائد بیٹیوں (جیسا کہ لفظِ "بنات" کا مفاد ہے) کی موجودگی میں بنات الابن کو سدس ملتا ہے اور یہ غلط ہے، بنات الابن کو سدس اس وقت ملتا ہے جبکہ میت کی صرف ایک بیٹی ہو اور میت کی دو یا زیادہ بیٹیوں کے موجود ہونے کی صورت میں بنات الابن محروم ہوتی ہیں۔ دیکھیے شریفیہ ص۲۲ لہٰذا سوال کی عبارت یوں ہونی چاہیے تھی: بنت کے ساتھ آہ۔
(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

سوال نمبر۱: ذوی الفروض، عصبات، ذوی الارحام میں سے ہر ایک کی تعریف بیان کریں، نیز وراثت میں ترجیح کس طرح ہوگی؟

جواب: ذوی الفروض کی تعریف: ھم الذین لھم سھام مقدرة فی الشریعة۔ یعنی وہ لوگ جن کا حصہ ترکۂ میت میں مقرر ہے قرآن یا سنت یا اجماع کے ساتھ۔

عصبہ کی تعریف: کل من یأخذ ما ابقته اصحاب الفرائض وعند الانفراد یحرز جمیع المال۔

ذوی الارحام کی تعریف: الذین لھم قرابة من المیت ولیسوا بعصبة ولاذی سھم۔ شریفیہ ص۸،۹ التعریفات ص۱۰۴۔

---

[۲۰] جس طرح چھ میں سے نصف (۳) کے ساتھ سدس (۱) ملانے سے ثلثان یعنی ۴ مکمل ہوجاتا ہے۔۱۲

وراثت میں ترجیح: میت کے مال سے اس کے حقوق یعنی تجہیز و تکفین، قرض اور وصیت وغیرہ پوری کرنے کے بعد جو مال بچے گا اس کو ورثاء میں اس طرح تقسیم کریں گے کہ پہلے اصحابِ فرائض کو عصبات پر ترجیح ہوگی اور عصبات کو ذوی الارحام پر یعنی پہلے ترکہ سے اصحابِ فرائض کو ان کے حصوں کیمطابق دیں گے اگر مال بچ جائے تو عصبات کو دیں گے ان کی ترتیب کے مطابق، اگر عصبات نہ ہوں تو پھر بقیہ مال ذوی الفروض نسبیہ (جدہ، ام وغیرہ سوی زوجین کے) پر ان کے حصوں کے مطابق رد کیا جائے گا، اگر ذوی الفروض نسبیہ نہ ہوں تو پھر ذوی الارحام کو دیا جائے گا۔ شریفیہ ص ۸، ۹۔

سوال نمبر۳: موانع ارث کا ذکر کرتے ہوئے بتائیں کہ محجوب اور محروم میں فرق کیا ہے؟

جواب: موانع مانع کی جمع ہے، لغت میں مانع کا معنیٰ ہے حائل، روکنے والا۔ علمائے میراث کی اصطلاح میں یہ معنیٰ ہے انعدام الحکم عند وجود السبب۔ (التعریفات ص ۸۵)

موانع ارث چار ہیں: ☆۱: غلام ہونا کہ جو وارث غلام ہو وہ اپنے مورث (یعنی میت) کے ترکہ سے محروم ہوگا بشرطیکہ مورث کا غلام نہ ہو کیونکہ اگر مورث کا غلام ہوگا تو وہ اس کے ترکہ میں شمار ہو کر باقی ترکہ کی طرح ورثاء میں تقسیم ہوگا۔

☆ ۲: قتل؛ کہ جس وارث نے اپنے مورث کو قتل کیا وہ قاتل اس مورث کی

جائداد سے محروم ہوگا، اس قتل کے مانع ہونے کی تین شرطیں ہیں اگر وہ موجود ہونگی تو قاتل محرومِ ترکہ ہوگا ورنہ نہیں۔

شرائط: (۱) وہ قتل ناحق اور ظلماً ہو (۲) وہ ایسا قاتل ہو کہ فقہی نقطۂ نظر سے اس قاتل پر اس قتل کی وجہ سے قصاص یا کفارہ (دیت) لازم آئے، مثلاً وہ قتل عمد ہو کہ اس میں قاتل پر قصاص ہوتا ہے یا وہ قتل خطا ہو کہ اس میں قاتل پر دیت ہوتی ہے (۳) قاتل بالغ ہو۔

☆۳: اختلاف دین؛ کہ وارث و مورث کا دین الگ الگ ہو مثلاً وارث کافر اور مورث مومن یا وارث مومن ہو اور مورث کافر کیونکہ حدیث میں ہے: عن اسامة بن زيد ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم۔ (بخاری ص۱۰۰۱ ج۲)

☆۴: اختلاف دار؛ کہ وارث کا دار اور ہے اور مورث کا اور اختلاف دار سے مراد یہ ہے کہ مورث کا ملک، فوج، بادشاہ اور ہو، وارث کا ملک، فوج اور بادشاہ اور ہو، واضح رہے کہ اختلاف دار کی وجہ سے محرومِ وراثت ہونا کفار کے ساتھ خاص ہے ایک مسلمان اختلاف دار کے باوجود دوسرے مسلمان کا وارث ہوگا۔ مثلاً ایک بغداد شریف میں ہے اور اس کا ایک رشتہ دار ہندوستان میں تو دونوں میں وراثت چلے گی۔

موانع ارث کی ایک مثال: میـ مسئلہ ۹

۵ اخوات عینیہ	۲ اخ عینی	ابن (قاتل)
۵	۴	م

اب اس مثال میں میت کا ابن محروم ہے کیونکہ اس نے اپنے مورث (باپ) کو قتل کیا ہے اس لیے اس میت کا ترکہ ۵ اخوات و ۲ اخ کے درمیان تقسیم ہوگا اگر یہ محروم نہ ہوتا تو سارا ترکہ یہی لے جاتا اور اخوات و اخ اس کی موجودگی کی وجہ سے محروم ہوتے۔

محروم و محجوب میں فرق: موانع اربعہ مذکورہ کی وجہ سے جو رشتہ دار (وارث) ترکۂ میت سے حصہ نہ لے سکے اس کو اصطلاحِ اہلِ میراث میں محروم کہا جاتا ہے اور جو وارث کسی دوسرے وارث کے موجود ہونے کی وجہ سے ترکہ سے کچھ نہ لے سکے یا اپنے مقررہ حصہ سے کم لے اس کو محجوب کہا جاتا ہے۔

ممنوع اور محجوب (حجب حرمان کے ساتھ) میں فرق: ممنوع (جو موانع مذکورہ کی وجہ سے حصہ نہ لے سکے) کسی صورت میں ترکہ سے حصہ نہیں لے سکتا جبکہ محجوب (حجب حرمان کے ساتھ) حاجب (جس کی وجہ سے وہ کل ترکہ سے محروم ہے) کی عدم موجودگی میں وارث ہوتا ہے۔ ضیاء السراج حاشیہ نمبر ۸ سراجی ص ۱۶۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

فائدہ: مانع دو قسم پر ہیں؛ ☆۱: مانع عن الموروثیۃ کہ اس مانع کی موجودگی میں آدمی موروث ہی نہ بن سکے جیسے نبوت کہ نبی موروث ہی نہیں بن سکتا چہ جائیکہ کوئی اس کا وارث بنے۔

☆۲: مانع عن الوارثیۃ کہ اس مانع کی موجودگی میں آدمی کسی کا وارث ہی نہ بن

سکے جیسے موانع اربعہ مذکورہ اوراس مانع (۲) کی وجہ سے آدمی وارث ہونے کا اہل ہی نہیں رہتا، اور جس سبب وامر کی وجہ سے آدمی وارث ہونے کا اہل تو رہے لیکن ترکہ سے کچھ نہ لے سکے اس امر کو اصطلاحِ اربابِ فرائض میں مانع نہیں کہا جاتا بلکہ حاجب کہا جاتا ہے۔ حاشیہ نمبر۴ سراجی ص ۵۔

پرچہ نمبر۳

سوال نمبر۱: ایسے کتنے امور وحقوق ہیں جن کو پورا کیے بغیر وراثت کا قانون نافذ نہیں ہوسکتا، ترتیب وار لکھنا ضروری ہے۔

جواب: نفاذ قانونِ وراثت پر مقدم امور تین ہیں؛

☆۱: سب سے پہلے ترکہ میت سے میت کے کفن ودفن وغیرہ کا خرچہ نکالا جائے گا۔

☆۲: میت پر اگر کسی کا قرض ہو ثابت شدہ تو تجہیز وتکفین کے خرچہ سے باقی ماندہ مال سے قرض ادا کیا جائے۔

☆۳: ادائے دین کے بعد باقی ماندہ ترکہ کی تہائی سے میت کی وصیتیں پوری کی جائیں (اگر وصیت کی ہو)، وصیتیں پوری کرنے کے بعد جو ترکہ بچے اس کو ورثاء کے درمیان حسب مراتب تقسیم کیا جائے۔

سوال نمبر۲: کتابِ الٰہی میں مقرر حصے چھ ہیں مگر ان حصوں کو پانے والے افراد کل کتنے ہیں ان میں سے مرد کتنے اور کون کون سے، عورتیں کتنی اور کون کون سی ہیں؟

جواب: حصص مقررہ در کتاب اللہ، کو پانے والے کل بارہ افراد ہیں جن میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔

چار مرد: زوج، اب، جد، اخ خیفی۔

آٹھ عورتیں: اخت خیفیہ، اخت علیہ، اخت عینیہ، بنت، بنت الابن، زوجہ، ماں، جدہ صحیحہ۔

سوال نمبر۳: مندرجہ ذیل کی حالتیں بیان کریں: زوج، اب، ام، اخت الام، زوجہ، بنت۔

جواب: **احوالِ زوج؛** زوج کی میراث کی دو حالتیں ہیں۔

☆۱: اگر زوجہ کا انتقال ہوا اور اس نے کوئی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، پر پوتا پر پوتی نہیں چھوڑا تو شوہر کو نصف ملتا ہے۔

مثال: میت مسئلہ۶

زوج	ام	اب
۳	۱	۲

میت مسئلہ۲

زوج	اخت	عم
۱	۱	م

☆۲: اگر زوجہ کا بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا پوتی یا پر پوتا یا پر پوتی کوئی ایک ہو تو زوج کو ربع ملے گا۔

مثال: میت مسئلہ۱۲

زوج	ام	ابن
۳	۲	۷

میت مسئلہ۴

زوج	بنت	عم
۱	۲	۱

میت مسئلہ۱۲

زوج	ابن ابن الابن	اب
۳	۷	۲

فائدہ: یہ جو کہا گیا ہے کہ اگر زوجہ کی اولاد ہو تو شوہر کو نصف نہ ملے گا بلکہ ربع ملے گا اولاد عام ہے خواہ اسی زوج سے ہو یا اس سے پہلے خاوند سے یا دونوں سے۔

فائدہ: زوج کسی حال میں بھی محروم بحجب حرمان نہیں ہوتا۔

اب: اس کی تین حالتیں ہیں؛ ☆۱:باپ کا سدس ہے جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا یا پر پوتا نیچے تک کوئی ایک موجود ہو۔

مثال: میـــــ مسئلہ ۲۴

زوجہ	اب	ابن
۳	۴	۱۷

☆۲:اب کا سدس ہے اور وہ عصبہ بھی ہے جب میت کی بیٹی یا پوتی یا پر پوتی نیچے تک کوئی ایک موجود ہو۔

مثال: میـــــ مسئلہ ۲۴

زوجہ	ام	بنت	اب
۳	۴	۱۲	۵

☆۳: وہ صرف عصبہ ہے جبکہ مذکورہ دو حالوں میں سے کوئی بھی نہ ہو یعنی میت کی اولاد نرینہ و مادینہ موجود نہ ہو۔

مثال: میـــــ مسئلہ ۱۲

زوج	بنت البنت	ام	اب
۳	م	۳	۶

تنبیہ: صورت مذکورہ (جس میں ربع اور ثلث ماقبی جمع ہیں) میں اکثر شراح اور ارباب حواشی نے مسئلہ ۴ سے بنایا ہے۔ دیکھیے ضیاء السراج، دلیل الوارث، حاشیہ سراجی، کمالی شرح سراجی، اوبندی شرح شراجی، توضیح السراجی۔

حضرت مفتی افضل صاحب علیہ الرحمۃ کے بیان کردہ قاعدے (کہ ثلث ماقبی من

الربع کا مخرج ۴ ہے) کے مطابق بھی مسئلہ چار سے بنے گا۔لیکن سید علیہ الرحمۃ کی شریفیہ اوراس کے حاشیہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ مسئلہ ۱۲ سے بنے گا۔دیکھیے شریفیہ ص ۳۱ مع حاشیہ نمبر ۱۱، مشکوٰۃ السراج شرح سراجی میں بھی مسئلہ ۱۲ سے بنایا گیا ہے۔ دیکھیے مشکوٰۃ السراج ص ۹۵۔ ہم نے بھی انھیں کی اتباع کرتے ہوئے مسئلہ ۱۲ سے بنایا ہے۔

احوال الجد : باپ کی موجودگی میں دادا محروم ہوتا ہے۔

مثال: میـــ مسئلہ ۱۲

زوج	بنت	اب	جد
۳	۶	۳	م

اگر میت کا باپ موجود نہ ہوتو پھر دادا وارث بنتا ہے اوراس کے باپ والے تین حال ہیں۔

☆۱: جد کا سدس ہے جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا یا پر پوتا نیچے تک کوئی ایک موجود ہو۔

مثال: میـــ مسئلہ ۲۴

زوجہ	جد	ابن
۳	۴	۱۷

☆۲: وہ ذی فرض وعصبہ ہے جبکہ میت کی بیٹی یا پوتی یا پر پوتی نیچے تک کوئی ایک موجود ہو۔

مثال: میـــ مسئلہ ۱۲

زوجہ	بنت	جد
۳	۶	۳

☆۳: وہ صرف عصبہ ہے جبکہ میت کی مذکورہ اولاد نہ ہو۔

مثال: میـــ مسئلہ ۱۲

زوجہ	ام	جد
۳	۴	۵

باپ دادا میں فرق: چار مسائل میں دادا باپ کی طرح نہیں ؛

☆۱: میت کے باپ کی موجودگی میں میت کی دادی محروم ہے۔

مثال: مسئلہ کل مال

اب	ام الاب
کل مال	م

لیکن دادے کی موجودگی میں دادی محروم نہیں ہے۔

مثال: مسئلہ ۶

جد	ام الاب
۵	۱

☆۲: ماں، باپ اور بیوی ہوں تو ماں کو ثلث ما بقی بعد حصۃ الزوجۃ ملتا ہے۔

مثال: مسئلہ ۴

زوجہ	اب	ام
۱	۲	۱

لیکن اگر باپ کی بجائے دادا ہو تو طرفین کے نزدیک ماں کو ثلثِ کل ملتا ہے۔

مثال: مسئلہ ۱۲

زوجہ	جد	ام
۳	۵	۴

اسی طرح اگر وارث خاوند، ماں اور باپ ہوں تو ماں کو ثلث ما بقی بعد حصۃ الزوج ملتا ہے۔

مثال: مسئلہ ۶

زوجہ	اب	ام
۳	۲	۱

لیکن اگر بجائے باپ کے دادا ہو تو عند الطرفین ماں کو ثلث کل ملتا ہے۔

مثال: مسئلہ ۶

زوج	ام	جد
۳	۲	۱

☆۳: باپ کی موجدگی میں عینی، علی اور خیفی بھائی بہن تمام محروم ہیں۔

مثال: میت مسئلہ کل مال

اب	اخ عینی	اخ خیفی	اخ علی
کل مال	م	م	م

اگر بجائے باپ کے دادا ہو تو صاحبین کے نزدیک صرف خیفی محروم ہیں علی اور عینی وارث ہوں گے۔

مثال: میت مسئلہ ۳

جد	اخ عینی	اخ علی
۱	۲	م

اور امام صاحب کے نزدیک دادے کی موجودگی میں بھی تینوں محروم ہونگے۔

صورت یہ ہے: میت

جد	اخ عینی	اخ علی	اخ خیفی
کل مال	م	م	م

فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے۔

☆۴: میت (غلام) نے اپنے معتق کے باپ اور اس کے بیٹے کو چھوڑا تو طرفین کے نزدیک معتق کا باپ محروم ہے، سارا ولاء (ترکۂ غلام) اس کے بیٹے کو ملے گا۔

صورت: میت مسئلہ کل مال

اب المعتق	ابن المعتق
م	کل مال

اور قاضی ابو یوسف کے نزدیک ولاء کا سدس معتق کے اب کو ملے گا اور باقی پانچ حصے اس کے بیٹے کو۔

صورت: میت مسئلہ ۶

اب المعتق	ابن المعتق
۱	۵

اور اگر صورت مذکورہ میں بجائے باپ کے دادا ہو تو وہ بالاتفاق محروم ہوگا اور سارا مال ابن المعتق کو ملے گا۔

صورت: میـ مسئلہ کل مال

جد المعتق	ابن المعتق
م	کل مال

ماخوذ از سراجی ص ۳۰، ۱۶ و مشکوٰۃ السراج ص ۶۱۔

تنبیہ: ان چار مسائل کے علاوہ چند اور مسائل بھی بتائے گئے ہیں جن میں اب وجد میں اختلاف ہے تفصیل کے لیے دیکھیے مشکوٰۃ السراج ص ۶۱۔

ام کے حالات: ☆۱: اس کا سدس ہے جبکہ میت کا بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا پوتی موجود ہو یا کسی جہت (عینی، علی، خیفی) کے دو بھائی یا دو بہنیں یا ایک بھائی اور ایک بہن موجود ہوں خواہ یہ سب وارث ہوں یا مجوب۔

صورتیں (ترتیب وار)

میـ مسئلہ ۶

ام	ابن
۱	۵

میـ مسئلہ ۶

ام	ابن الابن
۱	۵

میـ مسئلہ ۶

ام	بنت	عم
۱	۳	۲

میـ مسئلہ ۶ ص ۱۲

ام	اخ		اخ
$\frac{1}{2}$	۵	$\frac{5}{10}$	۵

میـ مسئلہ ۶

ام	اخت	اخت	عم
۱	۲	۲	۱

میـ مسئلہ ۶ ص ۱۸

ام	اخت		اخ
$\frac{1}{3}$	۵	$\frac{5}{15}$	۱۰

☆۲: وہ کل مال کی تہائی لے گی، مذکورہ صورت جب نہ ہو یعنی (سدس لینے والی صورت جب نہ ہو)

صورت: میـ مسئلہ ۳

ام	عم
۱	۱

میـ مسئلہ ۳

ام	اخ
۱	۲

مسئلہ ۶		
زوج	ام	عم
۳	۲	۱

مسئلہ ۳		
اب	ام	اخ
۲	۱	۲

☆۳: اس کا ثلث ما بقی بعد حصۃ الزوج و الزوجۃ ہے جبکہ میت کے وارث

صرف یہ ہوں: ام، اب، زوج۔

صورت:

مسئلہ ۶		
زوج	ام	اب
۳	۱	۲

یا وارث صرف یہ تین ہوں: زوجہ، ام، اب۔

صورت:

مسئلہ ۴		
زوجہ	ام	اب
۱	۱	۲

زوجہ کے حالات: زوجہ کے صرف دو حال ہیں؛

☆۱: اس کا ثمن ہے جبکہ خاوند کی اولاد (بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا پوتی وغیرہ) ہو (خواہ یہ اسی بیوی سے ہوں جو وارث ہے یا دوسری سے۔

صورت:

مسئلہ ۸	
زوجہ	ابن
۱	۷

مسئلہ ۸	
زوجہ	ابن الابن
۱	۷

☆۲: اس کا ربع ہے جبکہ شوہر کی مذکورہ اولاد نہ ہو۔

صورت:

مسئلہ ۴		
زوجہ	اب	بنت العمۃ
۱	۳	م

فائدہ: متوفی کی اگر ایک سے زائد بیویاں وارث بنیں تو تمام کو ربع یا ثمن ملے گا اور وہ اس کو آپس میں برابر تقسیم کریں گی۔

صورت:

مسئلہ ۸ ص ۳۲	
اربع زوجات	ابن
$\frac{۱}{۴}$	$\frac{۷}{۲۸}$

مسئلہ ۴ ص ۱۶	
اربع زوجات	عم
$\frac{۱}{۴}$	$\frac{۳}{۱۲}$

ماخوذ از شرح او بندی ص ۱۰ و غیرہ۔

بنات کے حالات: بنات کے تین احوال ہیں؛

☆۱: اگر ایک بنت ہو تو اس کو نصف ملے گا۔

صورت: میت مسئلہ ۲

بنت	عم
۱	۱

☆۲: اگر ایک سے زائد بنات ہوں تو ان کو ثلثان ملے گا۔

صورت نمبر۱: میت مسئلہ ۳

بنت	بنت	عم
۱	۱	۱

صورت نمبر۲: میت مسئلہ ۶

بنت	بنت	بنت	بنت	ام	عم
۱	۱	۱	۱	۱	۱

☆۳: اگر بنت کے ساتھ میت کا ابن بھی ہو تو پھر وہ عصبہ بن جاتی ہے اور ترکہ [۲۲] ابن و بنت کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریق پر تقسیم ہوگا۔

صورت نمبر۱: میت مسئلہ ۳

بنت	ابن
۱	۲

صورت نمبر۲: میت مسئلہ ۴

بنت	بنت	ابن
۱	۱	۲

ماخوذ از شرح او بندی ص ۱۱۔

اخت الام: یعنی خالہ، نہ ذوی الفروض میں سے ہے اور نہ عصبات سے بلکہ ذوی الارحام سے ہے اور ذوی الارحام کو ترکۂ میت سے حصہ اس وقت ملتا ہے جبکہ ورثاء میں ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو۔

سوال نمبر۴: عصبہ بنفسہ، عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ کی تعریف مع مثال تحریر

[۲۲] یعنی ذوی الفروض (اگر ہوں) کے حصے سے باقی ماندہ ترکہ۔۱۲

کریں اور بتائیں کہ بیٹا اور بھائی عصبہ کی کون سی قسم ہے اور ان میں سے کون اقرب ہے؟

جواب: عصبہ بنفسہ؛ ہر وہ مرد جو نسبی قرابت دار ہو اور اس مرد اور میت کے درمیان کوئی عورت متوسط نہ ہو، جیسے میت کا سگا بھائی اور علاتی بھائی۔

عصبہ بغیرہ: ہر وہ عورت جو ذی فرض ہو اور اس کو کسی مرد نے عصبہ بنا دیا ہو جیسے میت کی بنت کے ساتھ جب اس میت کا ابن مل جائے اور میت کی اخت کے ساتھ اس کا اخ مل جائے۔

عصبہ مع غیرہ: ہر وہ عورت جو ذی فرض ہو اور اس کو کسی عورت نے عصبہ بنا دیا ہو جیسے میت کی بنت جب اس کے ساتھ میت کی عینی یا علاتی اخت مل جائے۔

بیٹا اور بھائی: دونوں عصبہ بنفسہ میں داخل ہیں اور ان دونوں میں سے بیٹا اقرب ہے لہٰذا بیٹے کی موجودگی میں میت کا بھائی محروم ہے۔ عمدۃ الفرائض ص ۱۶، ۱۷۔

سوال نمبر ۵: اگر ترکہ پانے والے افراد میں نصف اور ثلث یا ثلث اور سدس پانے والے ہوں تو مسئلہ کتنے سے بنے گا؟ اور وہ کون کون سی صورتیں ہیں جب مسئلہ چھ سے ہوگا؟ مثال سے واضح کریں۔

جواب: جب ورثاء میں نصف اور ثلث پانے والے ہوں تو مسئلہ چھ سے بنے گا۔

مثال: میـــــت مسئلہ ۶

زوج	۲ اخت خیفیہ	اخ عینی
۳	۲	۱

اسی طرح جب ثلث اور سدس حاصل کرنے والے ورثاء جمع ہوں تو بھی مسئلہ چھ سے بنے گا۔

مثال: میت مسئلہ ۶

ام	۲ اخت خیفیہ	اخ عینی
۱	۲	۳

جن صورتوں میں مسئلہ چھ سے بنتا ہے وہ کل دس ہیں۔

☆۱: سدس اور ثلث جمع ہوں۔

مثال: میت مسئلہ ۶

ام	۲ اخت خیفیہ	اخ عینی
۱	۲	۳

☆۲: سدس اور ثلثان جمع ہوں۔

مثال: میت مسئلہ ۶

ام	۲ اخت عینیہ	عم
۱	۴	۱

☆۳: سدس، ثلث اور ثلثان جمع ہوں۔

مثال: میت مسئلہ ۶ بعد العول ۷

ام	۲ اخت عینیہ	۲ اخت خیفیہ
۱	۴	۲

☆۴: نصف، ثلث اور ثلثان، سدس کے ساتھ جمع ہوں۔

مثال: میت مسئلہ ۶ بعد العول ۱۰

زوج	ام	۲ اخت عینیہ	۲ اخت خیفیہ
۳	۱	۴	۲

☆۵: نصف ثلث کے ساتھ جمع ہو

مثال: میت مسئلہ ۶

زوج	۲ اخت خیفیہ	ابن العم
۳	۲	۱

☆۶: نصف ثلثان کے ساتھ جمع ہو۔

مثال: مسئلہ ۶ بعد العول ۷

۲ اخت عینیہ	زوج
۴	۳

☆ ۷: نصف سدس کے ساتھ جمع ہو۔

مثال: مسئلہ ۶

عم	بنت	ام
۲	۳	۱

☆ ۸: نصف، ثلث وثلثان کے ساتھ جمع ہو۔

مثال: مسئلہ ۶ بعد العول ۹

۲ اخت خیفیہ	۲ اخت عینیہ	زوج
۲	۴	۳

☆ ۹: نصف، ثلثان وسدس کے ساتھ ملے۔

مثال: مسئلہ ۶ بعد العول ۸

۲ اخت عینیہ	ام	زوج
۴	۱	۳

☆ ۱۰: نصف، ثلث وسدس کے ساتھ ملے۔

مثال: مسئلہ ۶

ام	۲ اخت خیفیہ	زوج
۱	۲	۳

ماخوذ از شرح الابندی ص ۲۰ ومشکوٰۃ السراج ص ۱۳۶، ۱۳۷۔

سوال نمبر ۶: زید نے اپنے انتقال کے بعد ایک بیوی، ماں، باپ، چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں چھوڑیں، زید کا ترکہ ان میں کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب: بیوی کو ثمن، ماں کو سدس، باپ کو بھی سدس، بیٹے اور بیٹیاں دونوں عصبہ ہیں بقیہ ترکہ ان میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

صورت یوں ہے: میت مسئلہ ۲۴

زوجہ	ام	اب	۴ ابن	۵ بنات
۳	۴	۴	۸	۵

پرچہ نمبر ٤

متفرقات (مختلف پرچہ جات کے سوالات)

سوال نمبر ۱: مصنف سراجی کا نام بتائیں، جد صحیح اور جدہ صحیحہ کی تعریف کر کے ان کے احوال بیان کریں، اور اب کی موجوگی میں سقوطِ جد کی وجہ تحریر کریں۔

جواب: **مصنف کا نام**؛ کنیت، ابو الطاہر، لقب، سراج الدین، نام محمد، مکمل نام یوں ہے ؛ابو الطاہر سراج الدین محمد بن عبدالرشید سجاوندی۔ (الجواہر المضیہ ص ۱۱۹)

جد صحیح: وہ مرد ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ نہ ہو مثلاً دادا پردادا۔

جدہ صحیحہ: وہ عورت ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان جد فاسد کا واسطہ نہ ہو مثلاً نانی، دادی۔

جد کے احوال: جد کے تین احوال ہیں؛

☆۱: اس کا چھٹا حصہ ہے جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا یا پرپوتا نیچے تک کوئی موجود ہو۔

مثال: میت مسئلہ ۶

جد	ابن
۱	۵

میت مسئلہ ۶

جد	ابن الابن
۱	۵

☆۲: اس کا سدس بھی ہے اور وہ عصبہ بھی ہے جبکہ میت کی بیٹی یا پوتی یا پرپوتی

نیچے تک کوئی ایک موجود ہو۔

مثال: میت مسئلہ ۶
جد ۲ — بنت ۳

☆۳: وہ عصبہ ہے جبکہ مذکورہ دو حالتوں سے کوئی نہ ہو۔

مثال: میت مسئلہ ۳
جد ۲ — ام ۱

سقوط جد کی وجہ: چونکہ جد کا رشتہ میت کے ساتھ اب کی وجہ سے ہے اور علم میراث کا یہ ضابطہ ہے کہ جو وارث میت تک کسی اور وارث کے واسطے سے پہنچے تو اس واسطہ کی موجودگی میں وہ عموماً محروم ہوتا ہے لہذا جد اب کی موجودگی میں اپنے پوتے کے ترکہ سے محروم ہوگا۔

جدہ صحیحہ کے احوال: ☆۱: جدہ صحیحہ نانی ہو یا دادی اس کے لئے سدس ہے ایک ہو تو اکیلی سدس لے گی اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو بھی یہی سدس ان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا بشرطیکہ وہ درجہ میں برابر ہوں۔

مثال: میت مسئلہ ۶
ام الاب ۱ — اخ ۵ — ام الام ۱ — اخ ۵

ایک سے زیادہ جدہ کی مثال جبکہ وہ درجہ میں محاذی و برابر ہوں۔

مسئلہ ۶ بعد التصحیح ۱۲
ام ام الاب ۱ — (۱)/۲ — ام ام الام ۱ — عم ۵/۱۰

اب اس مثال میں دونوں جدہ (میت کے باپ کی ماں کی ماں اور میت کی ماں کی نانی) درجہ میں برابر ہیں (کہ دونوں دو دو واسطوں سے میت

تک پہنچتی ہیں)۔

☆۲: اگر کئی جدات جمع ہوں لیکن درجہ میں برابر نہ ہوں تو دور والی جدہ محروم ہوگی اور نزدیک والی حصہ لے گی مثلاً دادی کی موجودگی میں پردادی اور نانی کی موجودگی میں پرنانی محروم ہوگی۔

مثال: میت مسئلہ ۶
ام الاب ۱ — ام ام الاب م — اخ ۵

میت مسئلہ ۶
ام الام ۱ — ام ام الام م — عم ۵

واضح رہے کہ قریب والی جدہ دور والی کو جو محروم کرے گی اس میں تعمیم ہے خواہ قربیٰ وارث ہو جیسا کہ مذکورہ دو مثالوں میں یا وہ قربیٰ محروم ہو (یعنی خود محروم ہو کر بھی دور والی کو محروم کرے گی۔

مثال: میت مسئلہ کل مال
ام الاب م — اب کل مال — ام ام الام م

اب اس مثال میں ام الاب جو کہ اب کی وجہ سے محروم ہے لیکن بعدیٰ (ام ام الام) کو محروم کر رہی ہے۔

☆۳: میت کی ماں کی موجودگی میں اس کی نانی وارث نہ ہوگی اور نہ دادی وارث ہوگی۔

مثال: میت
ام — ام الام — عم

میت
ام — ام الاب — عم

باپ کی موجودگی میں دادی، پردادی وارث نہیں ہوگی البتہ نانی باپ کی موجودگی میں وارث ہوگی۔

مثال: میت مسئلہ ۶
اب ۵ — ام الام ۱ — عم م

میت مسئلہ کل مال
اب کل مال — ام الاب م — ام ام الاب

زیادہ اور کم قرابت والی جدہ کا حکم: جدہ جب ایک سے زیادہ ہوں ایک جدہ کا میت سے ایک رشتہ ہو اور دوسری کے دو یا زیادہ رشتے ہوں اس صورت میں ان کو جو ایک سدس ملے گا اس کی تقسیم میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ قاضی ابو یوسف [۲۳] کا قول ہے کہ سدس ابدان پر تقسیم ہوگا یعنی جتنی جدات ہوں گی سدس کے اتنے حصے کیے جائیں گے۔ امام محمد کا قول ہے کہ سدس جہات پر تقسیم ہو گا یعنی جتنے رشتے ہونگے اتنے حصے ہونگے، جس جدہ کے میت کے ساتھ متعدد رشتے ہونگے اس کو متعدد حصے اور جس جدہ کا ایک رشتہ ہوگا اس کو ایک حصہ ملے گا۔ فتویٰ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے۔ کنز الدقائق میں ہے وذات جہتین کذات جہۃ۔

دو قرابت والی جدہ کی صورت:

میت

ام ...... اب

ام ...... اب ...... ام

ام ...... ام

توضیح مثال: (اجمالاً) اب اس صورت میں دو جدہ ہیں محاذی وبرابر (کیونکہ دونوں دو دو واسطوں سے میت تک پہنچتی ہیں) لیکن قرابت میں متفاوت ہیں کہ ایک (دائیں جانب والی) کے میت سے دو رشتے ہیں (ایک، میت کی ماں کی نانی، دوم، میت کے باپ کی دادی) جبکہ دوسری (بائیں جانب

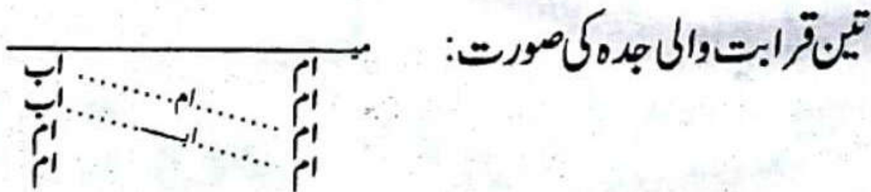
---

[۲۳] شمس الائمہ سرخی نے کہا اس مسئلہ (جبکہ جدات قرابت میں متفاوت ہوں) میں امام ابوحنیفہ سے کوئی روایت نہیں ہے، درمختار ص۵۵۳ ج۵ پر ہے کہ امام صاحب کا مذہب قاضی ابو یوسف والا ہے اور امام مالک وشافعی کا مذہب بھی یہی ہے، شیخ الاسلام نے اپنی شرح ص (۳۰) میں کہا کہ اس مسئلہ میں امام صاحب سے روایت ہے قاضی ابو یوسف کے موافق۔ مزید تفصیل کے لیے مشکوٰۃ السراج شرح سراجی ص۱۰۵ دیکھیں۔۱۲

والی) کا میت کے ساتھ صرف ایک رشتہ ہے کہ اس کے باپ کی نانی ہے۔

توضیح مثال: (تفصیلاً) دو عورتیں ہیں، ایک زینب دوم کلثوم، زینب نے اپنے پوتے شاکر بن حامد کا نکاح اپنی نواسی راضیہ بنت صابرہ سے کر دیا۔ ان دونوں (شاکر، راضیہ) سے محمود پیدا ہوا جو کہ میت ہے تو اب زینب اس میت (محمود) کی دو قرابت والی جدہ بنی کہ زینب محمود کی دادی ہے، محمود کے باپ کی طرف سے، اور یہی زینب محمود کی نانی بھی ہے اس کی ماں کی طرف سے، کلثوم (جو دو عورتوں میں سے دوسری تھی) نے اپنی بیٹی حلیمہ کا نکاح زینب کے بیٹے حامد سے کر دیا اور ان دونوں (حلیمہ، حامد) سے شاکر پیدا ہوا جو کہ میت (محمود) کا باپ تھا، اب کلثوم میت (محمود) کی ایک قرابت والی جدہ ہے کہ محمود کی نانی ہے باپ کی طرف سے، اب قاضی ابو یوسف کے قول کے مطابق کلثوم و زینب کو سدس سے برابر دیا جائے گا یعنی سدس کے دو حصے کر کے ایک کلثوم کو، دوم زینب کو دیا جائے گا۔ جبکہ امام محمد کے نزدیک دو قرابت والی (زینب) کو دو حصے اور ایک قرابت والی (کلثوم) کو ایک حصہ دیا جائے گا یعنی سدس (جو دونوں جدہ کو ملا ہے) کے تین حصے کر کے دو زینب کو اور ایک کلثوم کو دیا جائے گا۔ ماخوذ از مشکوٰۃ السراج ص ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷۔

تین قرابت والی جدہ کی صورت:



توضیح صورت: (اجمالاً) اب اس صورت میں دو جدہ ہیں محاذی کہ دونوں میں

سے ہر ایک میت تک تین تین واسطوں سے پہنچتی ہے لیکن یہ دونوں جدہ میت کے ساتھ قرابت میں برابر نہیں بلکہ ایک (دائیں جانب والی) کے میت کے ساتھ تین رشتے ہیں۔

☆۱:ام ام ام ام المیت ہے یعنی میت کی نانی کی نانی ہے۔ ☆۲:ام ام ام اب المیت ہے یعنی میت کی دادی کی نانی۔ ☆۳:ام اب اب اب المیت ہے یعنی میت کے دادے کی دادی۔

اور دوسری جدہ (صورت میں بائیں جانب والی) کا میت کے ساتھ صرف ایک رشتہ ہے کہ وہ ام ام اب اب المیت ہے یعنی میت کے دادے کی نانی ہے۔

توضیح صورت: (تفصیلاً) دو عورتیں ہیں ؛ زینب وکلثوم۔ زینب نے اپنے پوتے شاکر بن حامد کا نکاح اپنی نواسی راضیہ بنت صابرہ سے کر دیا ان دونوں (شاکر وراضیہ) سے محمود پیدا ہوا۔ مسماۃ زینب مذکورہ کی ایک اور بیٹی ہے (صابرہ کے علاوہ) جس کا نام ہے سلیمہ، زینب نے اس (سلیمہ) کی نواسی (یعنی عظیمہ بنت کریمہ بنت سلیمہ) کا نکاح محمود مذکور سے کر دیا، ان دونوں (عظیمہ، محمود) سے قاسم پیدا ہوا جو کہ میت ہے تو اب زینب قاسم کی تین قرابت والی جدہ ہے۔

☆۱: زینب قاسم کی نانی کریمہ کی نانی ہے۔ ☆۲: زینب قاسم کے دادا قاسم کی دادی ہے۔ ☆۳: قاسم کی دادی راضیہ کی زینب نانی ہے۔ دوسری عورت (کلثوم) نے اپنی بیٹی حلیمہ کا نکاح اسی (زینب) مذکورہ کے بیٹے حامد سے کر دیا

اور اسی نکاح سے شاکر پیدا ہوا، یہ وہی شاکر ہے جس کا زینب مذکورہ نے نکاح اپنی نواسی راضیہ سے کیا تھا یعنی یہ شاکر میت (قاسم) کا دادا ہے تو اب مسماۃ کلثوم اس میت (قاسم) کی صرف ایک قرابت والی جدہ ہے کہ یہ کلثوم اس میت (قاسم) کے دادے شاکر کی نانی ہے۔

طریقہ تقسیم: قاضی ابو یوسف کے نزدیک سدس (جو زینب وکلثوم کو بطور حصہ ملا ہے) کو دو حصے کر کے دونوں جدہ (زینب وکلثوم) میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور امام محمد کے نزدیک اس سدس کے چار حصے کیے جائیں گے جن میں سے تین قرابت والی جدہ (زینب) کو تین حصے اور ایک قرابت والی جدہ (کلثوم) کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ ماخوذ از کمالی شرح سراجی ص ۱۴۱۔

سوال نمبر۲: درج ذیل صورتوں کی تخریج کریں۔

جواب ۱: مسئلہ ۲۴ بعد التصحیح ۷۲

زوجہ	ام	بنتین	بنت الابن		ابن ابن الابن
۳ / ۹	۴ / ۱۲	۱۶ / ۴۸	۱	(۱) / ۳	۲

(۲) مسئلہ ۶

زوج	اب	ام	ام الام	ام الاب	اخ حقیقی	اخت خفیفہ
۳	۲	۱	م	م	م	م

(۳) مسئلہ ۲۴

زوجہ	ام	بنت	اخت عینیہ	اخت علیہ	اخ علی
۳	۴	۱۲	۵	م	م

(۴) مسئلہ ۶

زوج	اب	اخ حقیقی	ام الاب	ام الام
۳	۲	م	م	۱

(۵) مسئلہ ۲۴ بعد التصحیح ۷۲

زوجہ	بنت		ابن	جد	ام الاب	ام الجد
۳/۹	۱۳	(۱۳)/۳۹	۲۶	۴/۱۲	۴/۱۲	۴

سوال نمبر۳: عصبہ کی تعریف، حکم اور جمیع اقسام تحریر کریں۔

جواب: **عصبہ کی تعریف؛** لغت میں اس کا معنیٰ ہے باپ کی طرف سے رشتہ دار، شریعت میں یہ معنیٰ ہے؛ وہ وارث جو اصحاب الفروض سے بچا ہوا ترکہ لیں یا تمام ترکہ کے وارث ہوں جبکہ ورثاء میں اصحاب الفروض میں سے کوئی نہ ہو۔

عصبہ: (عین وصاد کی زبر کے ساتھ) کا واحد مسموع نہیں ہے قیاس یہ ہے کہ اس کا واحد عاصب ہو، عصبہ کا اطلاق واحد، جمع، مذکر اور مؤنث سب پر یکساں ہوتا ہے۔ ماخوذ از تاج العروس ص ۳۸۴ ج ۱ و تعلیم الفرائض ص ۱۰۔

عصبہ کی تقسیم: مطلق عصبہ کی دو قسمیں ہیں؛

☆۱: عصبہ نسبی ☆۲: عصبہ سببی

عصبہ نسبی کی تعریف: جو قرابت نسبی کی وجہ سے عصبہ ہو۔

عصبہ سببی کی تعریف: جو غلام آزاد کرنے کی وجہ سے عصبہ ہو۔

عصبہ نسبی کی تقسیم: عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں؛

☆۱: عصبہ بنفسہ ☆۲: عصبہ بالغیر ☆۳: عصبہ مع الغیر

۱: عصبہ بنفسہ کی تعریف: میت کا وہ رشتہ دار کہ اس کے اور میت کے درمیان

عورت کا واسطہ نہ ہو مثلاً ابنِ میت۔

عصبہ بنفسہ کی اقسام: اس کی چار قسمیں ہیں؛

☆ ۱: **جزء میت** (میت کی ابنائی جانب) یعنی بیٹا وہ نہ ہو تو پوتا [۲۴] وہ نہ ہو تو پر پوتا، علی الترتیب نیچے تک۔

☆ ۲: **اصل میت** (یعنی میت کی آبائی جانب) یعنی اس کا باپ، وہ نہ ہو تو دادا، وہ نہ ہو تو پردادا، علی الترتیب اوپر تک۔

☆ ۳: **جزء اصل قریب میت** (میت کے باپ کی ابنائی جانب) یعنی میت کا بھائی، وہ نہ ہو تو اس کی نرینہ اولاد نیچے تک۔

☆ ۴: **جزء اصل بعید میت** (میت کے دادے کی ابنائی جانب) یعنی میت کا چچا، وہ نہ ہو تو اس کی نرینہ اولاد نیچے تک، وہ نہ ہو تو میت کے دادا کی آبائی جانب، یعنی میت کے دادے کا بھائی اور اس کی نرینہ اولاد۔

عصبہ بنفسہ کی اقسام میں ترتیب: اگر عصبہ بنفسہ کی چار قسموں میں سے کئی جمع ہوں تو ترجیح قسم اول کو ہوگی یعنی جزء میت علی الترتیب باقی اقسام پر مقدم ہوگی لہٰذا ترکہ اس کو ملے گا، دیگر محروم ہونگے۔

مثال: مسئلہ کل مال

ابن	اخ	عم
کل مال	م	م

[۲۴] تنبیہ: پوتے پر پوتے وغیرہ نیچے تک خواہ ایک کی اولاد ہوں یا ایک سے زیادہ کی، ترکہ ان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا، بشرطیکہ وہ ایک درجہ میں ہوں۔۱۲

اگر قسم اول نہ ہو تو پھر قسم دوم (اصل میت) علی الترتیب مقدم ہوگی۔

مثال: میـــــ مسئلہ کل مال

اب	اخ	عم
کل مال	م	م

قسم دوم کی عدم موجودگی کی صورت میں قسم سوم (جزء اصل قریب) علی الترتیب مقدم ہوگی۔

مثال: میـــــ مسئلہ کل مال

اخ	عم
کل مال	م

اگر قسم سوم بھی نہ ہو تو پھر قسم چہارم کو علی الترتیب ترکہ ملے گا۔

مثال: میـــــ مسئلہ کل مال

عم	ابن العم
کل مال	م

اگر جہت میں تمام عصبات برابر ہوں کہ تمام جزء میت ہیں یا تمام اصل میت یا جزء اصل قریب یا جزء اصل بعید ہیں تو ان میں سے جو اقرب ہے (میت کے رشتہ دار ہونے میں زیادہ قریب [۲۵] ہے) وہ مقدم ہوگا غیر اقرب پر، تو قسم اول میں اقرب بیٹا ہے لہٰذا ابن اور ابن الابن کے اجتماع کی صورت میں ترکہ ابن کو ملے گا، ابن الابن محروم ہوگا۔

مثال: میـــــ مسئلہ کل مال

ابن	ابن الابن
کل مال	م

ابن الابن	ابن ابن الابن
کل مال	م

قسم دوم میں اقرب اب ہے پھر جد آخر تک۔

---

[۲۵] جس رشتہ دار اور میت کے درمیان واسطہ نہیں وہ اس سے اقرب ہے جس کے اور میت کے درمیان واسطہ ہے اسی طرح جس کے اور میت کے مابین واسطے کم ہیں وہ زیادہ واسطوں والے سے اقرب ہے۔۱۲

مثال: میت مسئلہ کل مال

اب	اب الاب
کل مال	م

میت مسئلہ کل مال

اب الاب	اب اب الاب
کل مال	م

قسم سوم میں اخ اقرب ہے اولادِ اخ سے۔

مثال: میت مسئلہ کل مال

اخ	ابن الاخ
کل مال	م

قسم رابع میں عم اقرب ہے۔

مثال: میت مسئلہ کل مال

عم	ابن العم	ابن ابن العم
کل مال	م	م

اگر کئی عصبات جمع ہو جائیں جو قرب میں برابر ہوں تو پھر جو عصبہ رشتہ میں قوی ہو (یعنی اس کا رشتہ میت کے ساتھ کئی جہتوں سے ہو) وہ راجح ہوگا مثلاً میت کا اخ عینی واخ علی جمع ہو گئے اب یہ دونوں میت کے ساتھ قرب میں اگر چہ برابر ہیں لیکن عینی کا میت کے ساتھ رشتہ بہ نسبت علاتی کے زیادہ مضبوط ہے کہ وہ دو جہتوں (ماں وباپ) کے ساتھ ہے اور علی کا رشتہ صرف ایک جہت (باپ) سے ہے۔ لہٰذا عینی ترکہ لے گا اور علی محروم ہوگا۔ یہی حال ہے عینی اور علی کی اولادوں کا۔

مثال: میت مسئلہ کل مال

اخ عینی	اخ علی
کل مال	م

میت مسئلہ کل مال

ابن اخ عینی	ابن اخ علی
کل مال	م

اگر قوتِ قرابت میں بھی برابر ہوں کہ چند عصبات جمع ہو گئے جو جہت وقرب اور قرابت میں مساوی ہیں تو ایسی صورت میں مال ان عصبات کی تعداد کے مطابق حصے کر کے ان میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ مثلاً ایک بھتیجا، ایک عینی

بھائی سے اور دس بھتیجے دوسرے عینی بھائی سے اب ان کی جہت بھی ایک ہے کہ تمام جزء اصل قریب سے ہیں اور قرب وقرابت میں بھی مساوی ہیں تو مال ان کے رؤس کے مطابق تقسیم ہوگا اور ان کو ایک ایک حصہ ملے گا، اور مال کے گیارہ حصے ہونگے۔

صورت یوں ہے: میـــــ مسئلہ ۱۱

ابن اخ عینی	۱۰ ابن اخ عینی
۱	۱۰

عصبہ بالغیر: میت کی وہ رشتہ دار عورت جس کو غیر عصبہ بنا دیتا ہے۔

عصبہ بالغیر چار عورتیں ہیں: ☆۱: بنت صلبیہ ☆۲: بنت الابن ☆۳: اخت عینیہ ☆۴: اخت علیہ۔ یہ چاروں اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بالغیر بن جاتی ہیں۔

عصبہ مع الغیر: ہر وہ ذی فرض عورت جس کو دوسری عورت عصبہ بنا دے مثلاً عینی بہن عصبہ مع الغیر ہے جبکہ اس کے ساتھ بنت ہو بشرطیکہ اخت عینیہ عصبہ بالغیر نہ ہو۔

عصبہ بالغیر وعصبہ مع الغیر میں فرق: ☆۱: عصبہ بالغیر میں عصبہ کنندہ مرد ہوتا ہے جبکہ عصبہ مع الغیر میں عصبہ کنندہ عورت ہوتی ہے۔

☆۲: عصبہ بالغیر میں عصبہ کردہ اور عصبہ کنندہ دونوں ترکۂ میت سے بحیثیت عصوبت (نہ کہ ذی فرض) حصہ لیتے ہیں اور وہ حصہ ان کے مابین بطور للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوتا ہے اور عصبہ مع الغیر میں عصبہ کنندہ بحیثیت ذی

فرض کے اپنا مقرر حصہ لیتا ہے اور صرف عصبہ کردہ بحیثیت عصوبت حصہ لیتا ہے۔

فوائد

فائدہ: کوئی عورت ہرگز عصبہ بنفسہ نہیں ہے اور جو عورت ذوی الفروض میں سے نہیں ہے وہ کبھی عصبہ نہیں ہوتی، لہٰذا بھتیجے کے ساتھ بھتیجی اور چچا کے ساتھ پھوپھی عصبہ نہ ہوگی۔ عمدۃ الفرائض ص ۱۶۔

فائدہ: عصبات میں سے بعض کو بعض پر عصبہ بنفسہ یا بغیرہ یا مع الغیر ہونے کی وجہ سے کوئی ترجیح نہیں یعنی عصبات میں وجہ ترجیح عصبہ بنفسہ یا بغیرہ یا مع غیرہ ہونا نہیں ہے [۲۶]

فائدہ: جو کہا گیا ہے کہ عصبہ بنفسہ کی اقسام اربعہ میں ایک سببِ ترجیح قوت قرابت ہے یہ (قوت قرابت) عصبہ بنفسہ کی پہلی دو قسموں (جزء میت واصل میت) میں متحقق نہیں ہوتی۔ مرقاۃ الفرائض ص ۲۵۔

تنبیہ: سراجی ص ۱۱ پر اخوات عینیہ کے بنات یا بنات الابن کے ساتھ عصبہ ہو

---

[۲۶] بلکہ کبھی عصبہ مع الغیر عصبہ بنفسہ پر مقدم ہوتا ہے جو بنت کے ساتھ عصبہ مع الغیر ہو جائے وہ (اخت عینیہ) اخ علی پر مقدم ہوتی ہے۔

صورت یہ ہے: میت مسئلہ ۲

بنت	اخت عینیہ	اخ علی
۱	۲	م

اور کبھی عصبہ بالغیر ہو جائے اس وقت وہ (بنت) اخ عینی (جو عصبہ بنفسہ ہے) پر مقدم ہوتی ہے۔

صورت یہ ہے: میت مسئلہ ۳

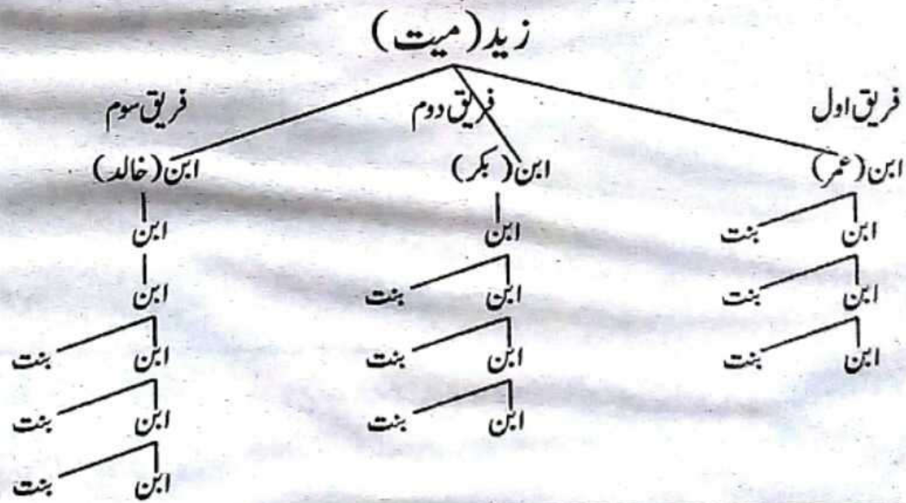
بنت	ابن	اخ عینی
۱	۲	م

مرقات ص ۲۴۔

جانے پر دلیل دی گئی ہے کہ نبی پاک نے فرمایا: اجعلوا الاخوات مع البنات عصبۃ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول (اجعلو االاخوات مع البنات عصبۃ) حدیث ہے، سید علیہ الرحمہ نے بھی اپنی شرح میں (ص۲۶،۲۷،۴۰) اس کو حدیث رسول کہا ہے لیکن سکب الانہر میں کہا گیا ہے کہ مجھے اس حدیث کے مخرج کا پتہ نہیں چل سکا[۲۷] اس لیے بعض کتب جیسے درمختار [۲۸] فصول ابن الہائم میں اس کو فرضیین کا قول (نہ کہ حدیث رسول) بتایا گیا ہے۔ (ماخوذ از رد المحتار ص۵۴۸ ج۵ ومشکوٰۃ السراج ص۸۷)

سوال نمبر۴: مسئلہ تشبیب کی تفصیل کے ساتھ وضاحت کریں۔

جواب: **صورت مسئلہ تشبیب:**



---

[۲۷] تاہم بخاری کی ایک حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے جو یہ ہے: سئل ابو موسیٰ عن ابنۃ وابنۃ ابن واخت فقال للابنۃ النصف وللاخت النصف وائت ابن مسعود فسیتابعنی فسئل ابن مسعود واخبر بقول ابی موسیٰ فقال لقد ضللت اذن وما انا من المهتدین اقضی بما قضی النبی صلی الله علیه وآله وسلم للابنة النصف ولابنة الابن السدس تکملة للثلثین ومابقی فللاخت فاتینا ابا موسیٰ فاخبرناه بقول ابن مسعود فقال لاتسئلونی مادام هذا الحبر فیکم۔ بخاری ص۹۹۷ ج۲۔ ۱۲

[۲۸] درمختار ص۵۴۸ ج۵ پر ہے (ومع غیره الاخوات مع البنات) او بنات الابن لقول الفرضین اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة. ۱۲

وجہ ذکر مسئلہ تشبیب: یہ مسئلہ ایک استفساری سوال کا جواب دینے کے لیے ذکر کیا گیا ہے استفساری سوال یہ ہے ایک درجہ والی کئی بناتِ ابن جب ایک دوسری سے مختلف ہو جائیں تو کیا ان میں ترکہ برابر تقسیم ہوگا یا کم وبیش تو اس سوال کا جواب دینے کے لیے مسئلہ تشبیب وضع کیا۔

وجہ تسمیہ: تشبیب کا معنیٰ ہے آگ روشن کرنا، شاعر کا اپنے قصیدے کو (عورتوں کے ذکر وحسن سے) مزین کرنا تو یہ مسئلہ بھی تفصیلی ومختلف صُوَر پر مشتمل ہونے کے باعث دلوں کو جلاء بخشتا ہے اور مباحثِ کتاب کو روشن کرتا ہے۔ شرح شیخ الاسلام بر سراجی ص ۲۱۔

وضاحت صورت مسئلہ: صورت مسئلہ کی وضاحت سے قبل چند تمہیدی فوائد بیان کیے جاتے ہیں۔ ☆۱: صورت مسئلہ تشبیب میں جو بنت الابن میت (زید) تک کم واسطوں سے پہنچے وہ علیا ہے اور جو بنت الابن بہ نسبت علیا کے میت تک زیادہ واسطوں کے ذریعے سے پہنچے وہ وسطیٰ ہے اور جو وسطیٰ والے وسائط سے زیادہ واسطوں کے ساتھ پہنچے وہ سفلیٰ ہے خلاصہ یہ ہے کہ علیا ووسطیٰ سفلیٰ ہونے کا دارومدار وسائط کی کمی وزیادتی پر ہے۔ ☆۲: جن دو بنتِ ابن میں وسائط برابر ہوں وہ دونوں محاذی وموازی کہلائیں گی۔

توضیح صورت مسئلہ: زید کے تین بیٹے ہیں عمر، بکر اور خالد یہ تینوں اپنے باپ کی زندگی میں مر گئے لیکن اپنی اولاد چھوڑ گئے اس ترتیب سے؛

☆ عمر تین بنات اور تین ابن اس ترتیب سے؛

۱: عمر کی بیٹی ۲۹ اور بیٹا۔

۲: عمر کی پوتی اور پوتا، پوتی کا نام سلمہ ہے۔

۳: عمر کی پر پوتی جس کا نام ہند ہے ۳۰ (عمر کے تینوں بیٹے یعنی بیٹا، پوتا، پر پوتا تینوں اس کی حیات میں مر گئے) ان تینوں (بنات وابناء عمر) کو فریق اول کہا گیا ہے۔

☆ بکر (جو زید کا دوسرا بیٹا ہے) نے بھی تین بنات اور تین ابن چھوڑے، یوں:

۱: بکر کا پوتا اور پوتی جس کا نام فاطمہ ہے۔ ۲: بکر کا پر پوتا اور پر پوتی جس کا نام کلثوم ہے۔

۳: بکر کا پر پوتا اور پر پوتی جس کا نام رقیہ ہے (بکر کے مذکورہ تین ابناء اس کی حیات میں مر گئے) ان تینوں (بنات اور ابناء بکر) کو فریق سوم کہا گیا ہے۔

☆ زید کا تیسرا بیٹا خالد بھی چھ بچے چھوڑ گیا اس طرح؛

۱: پر پوتا، پر پوتی جس کا نام حبیبہ ہے۔

۲: پر پوتا، پر پوتی جس کا نام عائشہ ہے۔

۳: سکڑ وتا، سکڑ وتی جس کا نام صفیہ ہے (خالد کے بھی تینوں ابناء مذکورین مر گئے) ان تینوں (ابناء و بنات خالد) کو فریق سوم کہا گیا ہے (ہماری ذکر کردہ صورت مسئلہ تشبیب میں بکر کا ایک بیٹا اور خالد کا ایک بیٹا و پوتا بھی ذکر کیا گیا ہے یہ تینوں

---

۲۹ جس کا نام زینب ہے۔ ۳۰ اور پر پوتا۔۱۲

بھی بکر و خالد کی حیات میں مر گئے تھے اس لیے انھیں ورثاء میں شمار نہیں کیا جائے گا، یہ توضیح صورت کے لیے لکھے گئے [۱۳۱]

توضیح وسطیٰ، سفلیٰ، علیا: ☆**فریق اول:** میں عمر کی بیٹی (زینب) علیا ہے کیونکہ اس کے اور میت (زید) کے درمیان ایک واسطہ ہے یعنی عمر، فریق اول میں عمر کی پوتی (سلمہ) وسطیٰ ہے کہ اس کے اور مورث (زید) کے درمیان دو واسطے ہیں عمر، ابن عمر، فریق اول میں سفلیٰ عمر کی پر پوتی (ہند) ہے کہ یہاں تین واسطے ہیں عمر، ابن عمر، عمر کا پوتا۔

فریق دوم: اس فریق میں علیا بکر کی پوتی (فاطمہ) ہے کہ صرف دو واسطے ہیں بکر، بکر کا بیٹا، وسطیٰ بکر کی پر پوتی کلثوم ہے کہ اس میں اور میت (زید) میں تین واسطے ہیں، بکر، بکر کا بیٹا، بکر کا پوتا، فریق دوم میں سفلیٰ بکر کی پر پوتی (رقیہ) ہے کہ یہاں چار واسطے ہیں بکر، بکر کا بیٹا، بکر کا پوتا، بکر کا پر پوتا۔

فریق سوم: اس فریق میں خالد کی پر پوتی (حبیبہ) علیا ہے کہ اس میں اور زید میں تین واسطے ہیں خالد، خالد کا بیٹا، خالد کا پوتا اس میں وسطیٰ خالد کی پر پوتی (عائشہ) ہے کہ یہاں واسطے چار ہیں خالد، خالد کا بیٹا، خالد کا پوتا، خالد کا پر پوتا۔ اس فریق میں سفلیٰ خالد کی سکڑ وتی (صفیہ) ہے کہ اس صفیہ اور مورث (زید) کے مابین ۵ وسائط ہیں خالد، خالد کا بیٹا، خالد کا پوتا، خالد کا پر پوتا، خالد کا پر پوتا۔

توضیح محاذی ومواذی: فریق اول کی علیا (زینب) کے مقابلہ میں فریق دوم

---

[۱۳۱] مسئلہ تشبیب میں جتنے بھی ابن ذکر کیے ہیں یہ سارے میت تصور کیے جائیں ورثاء صرف بنات الابن ہیں۔۱۲

وسوم میں کوئی بنت الابن نہیں ہے اور فریق اول کی وسطیٰ (سلمیٰ) کے مقابلے میں صرف فریق دوم کی علیا (فاطمہ) ہے اور فریق اول کی سفلیٰ (ہند) کے مقابلے میں فریق دوم کی وسطیٰ (کلثوم) اور فریق سوم کی علیا (حبیبہ) ہے، فریق دوم کی سفلیٰ (رقیہ) کے مقابلے میں فریق سوم کی وسطیٰ (عائشہ) ہے اور فریق سوم کی سفلیٰ (صفیہ) کے مقابلے میں کوئی بنت الابن نہیں ہے

طریقہ تقسیمِ ترکہ: فریق اول کی علیا (زینب) کو نصف ملے گا۔ فریق اول کی وسطیٰ (سلمیٰ) کو اس کے موازی (فریق دوم کی علیا (فاطمہ) کے ساتھ سدس ملے گا۔

صورت یوں ہے: میـــــــــــ مسئلہ ۶ ـ تصحیح ۱۲ تہ ۵

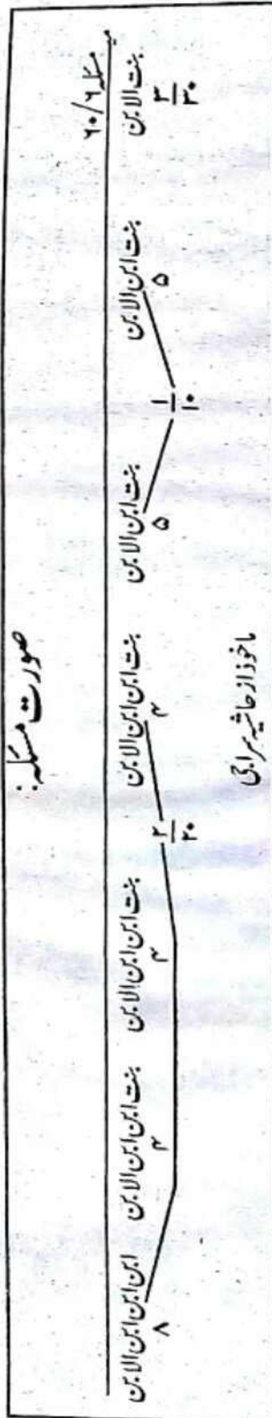
بنت الابن	بنت ابن الابن		بنت ابن الابن
۳/۶	۱	(۱/۲)	۱

ان تین بنات الابن کے سوا باقی چھ بنات الابن (فریق اول کی سفلیٰ، فریق دوم کی وسطیٰ وسفلیٰ، فریق سوم کی تینوں) کو ترکہ میت (زید) سے کچھ نہ ملے گا ہاں اگر ان میں سے کسی کے درجہ میں ابن (جو مردہ مفروض ہے) ہو یعنی زندہ ہو تو وہ ابن ان (اپنے درجہ والی بنت الابن) اور اپنے درجہ سے اوپر والی بنت الابن [۳۲] کو عصبہ بنا دے گا اور اس ابن سے نیچے درجہ والی بنت الابن گر جائے گی، اس کو کچھ نہ ملے گا۔

مثال: فریق اول میں عمر پر پوتا (جو مردہ مفروض تھا) کو اگر زندہ فرض کیا جائے تو

[۳۲] اپنے درجہ سے اوپر والی کو عصبہ بنانے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ اوپر والی ذی فرض نہ ہو۔ ۱۲

یہ غلام یعنی لڑکا فریق اول کی سفلیٰ کے مقابل ہوگا تو اب اس درجہ میں اس غلام کے محاذی تین بنات الابن ہیں فریق اول کی سفلیٰ (ہند) فریق دوم کی وسطیٰ (کلثوم) فریق سوم کی علیا (حبیبہ)، یہ مقابل والی تین بنات الابن تو ابن کی وجہ سے عصبہ ہو جائیں گی جبکہ غلام مذکور کے درجہ سے نیچے والی تین بنات الابن (فریق دوم کی سفلیٰ، فریق سوم کی وسطیٰ وسفلیٰ) ساقط ہو جائیں گی اور غلام مذکور کے درجہ سے اوپر والی تین بنات الابن (فریق اول کی علیا ووسطیٰ اور فریق دوم کی علیا) غلام کی وجہ سے عصبہ نہ ہونگی اس لیے کہ وہ بحیثیت ذی فرض حصہ لے رہی ہیں تو اب کل ورثاء سات ہو گئے۔



☆۱: علیا فریق اول

☆۲: وسطیٰ فریق اول

☆۳: علیا فریق دوم (یہ تینوں ذی فرض ہیں)

☆۴: سفلیٰ فریق اول

☆۵: وسطیٰ فریق دوم ☆۶: علیا فریق سوم

☆۷: غلام جو فریق اول کی سفلیٰ کے محاذی ہے۔

پرچہ سراجی ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۰۰۷ء

سوال نمبرا: (الف) مقرلہ بالنسب علی الغیر کی تشریح کریں۔

جواب: مقرلہ بالنسب علی الغیر : وہ اجنبی (مجہول النسب) جس کے بارے مرنے والے نے اپنے ساتھ رشتے کا دعوی اور اقرار کیا ہو، اِس (مقرلہ بالنسب علی الغیر) کے ترکہ کا وارث بننے کے لیے تین شرطیں ہیں **☆۱: میت** نے اس کے ساتھ رشتے کا جو دعوی کیا ہے یہ دعوی اس کے نسب کو غیر کے ساتھ ثابت کرنے کو متضمن ہو یعنی دعوی اس طرح ہو کہ اس اجنبی کے میت کے ساتھ رشتے کی بنیاد اور سبب کوئی اور ہو مثلاً میت کہے کہ وہ میرا بھائی ہے تو اب یہ اقرار ودعوی دراصل یہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ میت کے باب کا بیٹا ہے تو اب یہ اقرار باب کے ساتھ اس کے نسب جوڑنے کو متضمن ہے۔ **☆۲: صرف میت** کے اقرار ودعوی سے اس اجنبی کا غیر کے ساتھ نسب ثابت نہ ہو سکے مثلاً اس غیر (میت کے باپ) نے میت کے دعوی واقرار کی تصدیق نہیں کی تو ایسی صورت میں میت کا وہ دعوی واقرار بے فائدہ اور نا قابلِ قبول ہوگا۔ **☆۳: میت** (جو مقر و مدعی ہے) مرتے دم تک اپنے اس اقرار ودعوی پر قائم رہے اگر کسی وقت اس نے اپنے اقرار سے رجوع کر لیا تو وہ اجنبی وارث نہ بن سکے گا۔

فائدہ: مقرلہ بالنسب علی الغیر میں مقر اسم مفعول کا صیغہ ہے اقرار سے۔

(ب) مولی الموالاۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب: مولی الموالاۃ وہ شخص ہے جو معلوم النسب ہو اور اس کو ایک اور آدمی (جو مجہول النسب ہے) یہ کہے کہ میں جب مروں تو تو میرا وارث بنے گا اور اگر میں کوئی جرم کروں تو تو میرا تاوان دے گا اس نے اس کو قبول کر لیا تو وہ (معلوم النسب) اس (مجہول النسب) کا مولی الموالاۃ ہے، اس کے مرنے کے بعد اس کا وارث ہوگا۔

سوال۲: عبارت کا ترجمہ کریں۔

جواب: ترجمہ عبارت؛ ردعول کی ضد ہے جو مال حصہ داروں کو حصہ دینے کے بعد بچ گیا اور اس کا کوئی مستحق نہیں تو وہ مال زوجین کے علاوہ دوسرے حصہ داروں پر ان کے حصوں کے مطابق رد کیا جائے گا۔

(ب) عصبات کی عدم موجودگی میں اصحابِ فرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد اگر مال بچ جائے تو اس کا مصرف کیا ہونا چاہیے علماء کا اختلاف بالدلائل نقل کریں۔

اختلاف علماء: حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک حصہ داروں کو حصہ دینے کے بعد بچ جانے والے مال کو رد نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو بیت المال میں دے دیا جائے۔

دلیل: شریعت کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق جب ورثاء کو دے دیا گیا اب اگر باقی ماندہ بھی انھیں کو دے دیں تو یہ حد شرعی سے تجاوز ہے جو کہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا:"ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین" (ترجمہ)اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے تجاوز کرے اس کو اللہ آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے توہین آمیز عذاب ہے، لہٰذا حد شرعی میں تجاوز سے بچنے کے لیے باقی ماندہ مال ورثاء کو نہیں دیں گے بلکہ بیت المال میں دے دیا جائے، امام ابوحنیفہ اور جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا باقی ماندہ مال ورثاء میں (سوائے زوجین) تقسیم کیا جائے یعنی یہ رد کے قائل ہیں۔

دلیل ۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ" یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ رشتے دار تمام ترکے کے وارث ہیں جبکہ آیت میراث (یوصیکم اللہ الخ) رشتہ داروں کے لیے مخصوص حصے ثابت کرتی ہے تو ہم دونوں آیتوں پر عمل کرتے ہوئے کہیں گے کہ ورثاء مخصوص حصوں کے مستحق ہیں جب تمام مال ان کے حصوں پر تقسیم ہو جائے اور اگر حصے دینے کے بعد مال بچ جائے تو پھر وہ سارے مال کے مستحق ہیں سارا انھیں کو (بصورت رد) دیا جائے۔

دلیل ۲: ابوداؤد ص ۴۰۳ حصہ دوم پر ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاعنہ

(لعان کرنے والی عورت) کے بیٹے کے تمام ترکے کا وارث اس کی ماں (ملاعنہ) کو بنایا اور ظاہر ہے کہ اس کو سارے ترکے کا وارث بصورت رد ہی بنایا ہوگا ورنہ اس صورت میں ماں کا حصہ تو صرف ثلث ہے۔

سوال۲: (ج) رد علی ذوی الفروض کی صورت میں زوجین کو مستثنیٰ کیوں کیا گیا؟ وضاحت کریں۔

جواب: چونکہ زوجین کی میراث خلافِ قیاس ہے اس لیے کہ ان کا رشتہ عارضی ہے اور نکاح کی وجہ سے ہے اور یہ موت کے بعد ختم ہو جاتا ہے لہٰذا ان دونوں میں حقیقۃً رشتہ داری نہ ہونے کی وجہ سے انھیں اصحابِ رد میں شامل نہیں کیا گیا۔ چونکہ نصِ قرآنی (ولکم نصف ماترك الخ) نے زوجین کے مابین میراث کو جاری کیا تو ہم نے اس کی اتباع کرتے ہوئے ان میں توریث کو ثابت کیا لیکن چونکہ یہ توریث خلافِ قیاس ہے اس لیے یہ شرعی حد اور حصے تک محدود رہے گی اس سے آگے تجاوز نہ کرے گی۔

سوال۳: (الف) عمر کا انتقال ہوا اس نے اپنے ورثاء میں والد، والدہ اور پانچ بیٹیاں چھوڑیں ان میں جائداد کیسے تقسیم ہوگی؟

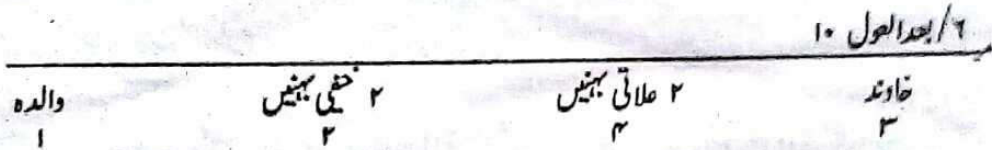
جواب: مسـ ٣٠/٦

۵ بنات	والدہ	والد
$\frac{١}{٥}$	$\frac{١}{٥}$	۴
		۲۰

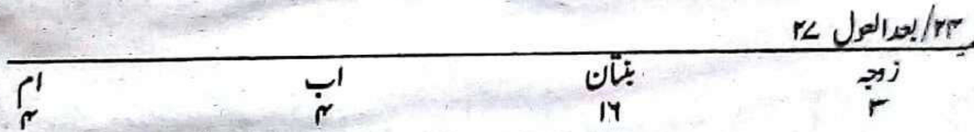
(ب) قاسم نے اپنے انتقال پر پوتی، سگی بہن، بیوی اور چچا چھوڑے ان میں سے ہر ایک کو جائداد میں سے کتنا حصہ ملے گا؟ وضاحت کریں۔



یسا (۱)



(۲)



فائدہ: یہ صورت، مسئلہ منبریہ کے نام سے معروف ہے۔

(۳)



فی ابن ۳۴ اور بنت کو ۱۷ ملیں گے۔

(واللہ تعالٰی اعلم)

بسم الله الرحمن الرحيم

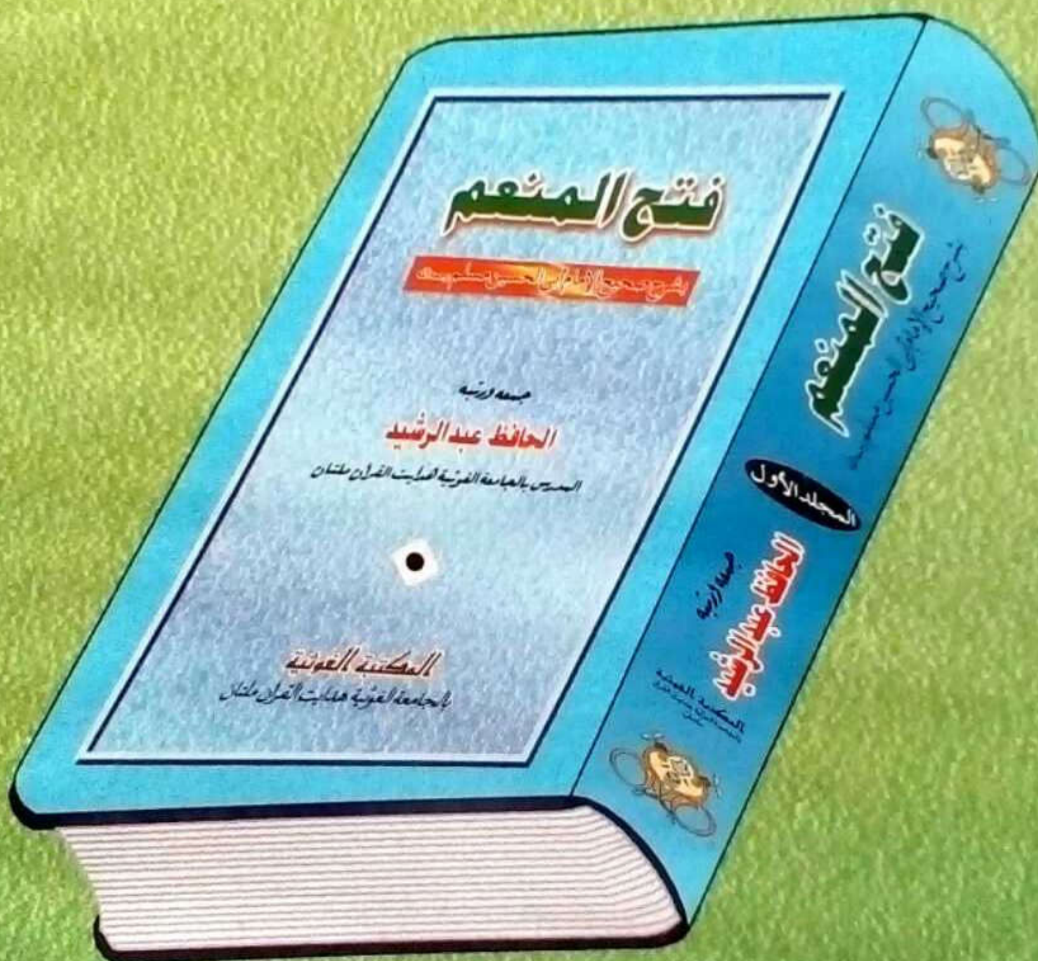
التعليقات الغوثيه

على متن

الاربعين النووية

جمعها و رتبها

الفقير عبد الرشيد


فتح المنعم
جمعه ورتبه
الحافظ عبد الرشيد
المكتبة الغوثية
المجلد الأول